چودھویں پیشکش

بنو ہاشم بنو امیہ کے تعلقات

از

سلام اللہ صدیقی

دفتر

مکتبۂ اسلامی ادب

۹/۲ للہ پورہ (فاطمان) ـــ وارانسی

شاخ ـــ کاشانۂ فروغ اردو ۔ اردو محلہ ، جونپور

(جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں)

نقش اوّل　　ستمبر ۱۹۶۹ء　　ایک ہزار

فی جلد: ۲ روپے

ناشر: سیّد فضل حسین رضوی

معاون: مولانا عبدالقدوس انصاری

مطبوعہ: نیشنل آرٹ پرنٹرس ——— ۱۸ سرائے گڑھی، الہ آباد۔

اسٹاکسٹ

- ★ مکتبہ تجلّی. دیوبند. یوپی
- ★ لالہ زار پبلی کیشنز، اکبری گیٹ لکھنؤ
- ★ نشاطِ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ، حیدرآباد
- ★ صدق جدید بک ایجنسی، کچہری روڈ، لکھنؤ

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عہد جاہلیت کے تعلقات	۱۳	حضرت عثمان پر الزامات کی بیہات	۲۱
ہاشم چھوٹے تھے، عبد شمس بڑے	″	عثمان کا ہر کام علی کے مرضی کے عین مطابق	۲۳
قریش کے دو عظیم منصب	۱۴	حضرت عثمان کی خصوصی فضیلت	۲۴
امیہ بن عبد شمس	۱۵	حضرت عثمان کی شہادت	۲۵
حرب بن امیہ	″	حضرت علی رونے لگے	۲۶
ابو عمرو بن امیہ	″	حضرت عثمان اور حضرات حسنین	۲۷
حارث بن حرب	۱۶	حضرت حسن کا ایک عجیب خواب	۲۸
عتبہ بن ربیعہ	″	حضرت حسن بہت مطعون ہوئے	″
کریز بن ربیعہ	۱۷	ابن عباس کی مخلصانہ محبت	۲۹
عہد اسلام کے تعلقات	۱۸	عمرو بن سعید بن عاص	۳۰
قدیم الاسلام ہاشمی اور اموی	″	ابولہب سے عمرو بن سعید کا رشتہ	۳۱
ہجرت حبشہ سے پہلے	۱۹	ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ	″
خالد بن سعید بن عاص	″	فتح مکہ سے پہلے	۳۲
خالدؓ کی خدمات	″	ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ	″
عثمان بن عفان بن ابی العاص	۲۰	فاطمہ نبی کے جگر کا ٹکڑا	۳۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سیدہ زینب سے ابو العاص کی محبت	۳۴	حضرت حسین حضرت معاویہ کے داماد تھے	۴۲
علی بن ابو العاص کی شہادت	״	امیر معاویہ حسن مجتبیٰ کی نظر میں	۴۳
معاویہ بن ابو سفیان بن حرب	״	قصہ حضرت حسن کی زہر خوانی کا	۴۴
رسول اللہ سے معاویہ کی محبت	۳۵	حسن مجتبیٰ کی رحلت پر امیر معاویہ کی تعزیت	۴۵
امیر معاویہ کا خلوص	۳۶	ابن الحنفیہ امیر معاویہ کی نظر میں	۴۶
اشداء علی الکفار کی تفسیر	״	آل ہاشم سے افضل کوئی نہیں	۴۷
علی و معاویہ میں فرق مراتب	״	عبد اللہ ابن عباس کا تعارف	۴۸
علی کا قتل منظور نہیں	۳۷	معاویہ کو مطالبہ قصاص کا حق ہے	״
علیؓ و معاویہؓ میں صلح و مصالحت	״	معاویہ کو قصاص کا حق ہے	״
حضرت علیؓ کی علمی فضیلت	۳۸	لوگوں کے دل صاف ہو گئے	۴۹
حضرت علی کیلئے امیر معاویہ کی دعا	״	ابن عباس کی زبان پر معاویہ کی مدح	״
معاویہؓ کی برائی علیؓ کو پسند نہیں	۳۹	خلفاء راشدین کے بعد معاویہ کی مثال	۵۰
حضرت علی امیر معاویہ کو بھائی کہتے	۴۰	ابن عباس کی تعظیم	۵۱
علی و معاویہ کے مقتولین جنتی	״	عبد اللہ بن جعفر کا تعارف	۵۲
اولادِ علی کیساتھ معاویہ کا خلوص	۴۱	ابن جعفر سے معاویہ کے تعلقات	״
نسبی اعتبار سے نفیس ترین کون؟	۴۲	حضرت عقیل حضرت معاویہ کیساتھ	۵۳
حضرت حسین سے متعلق حضرت معاویہ کی وصیت		عقیل بن ابی طالب کی بزرگی	۵۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فتح مکہ کے بعد	۵۵	مروان بن حکم بن عاص	۶۶
ابو سفیان بن حرب بن امیہ	〃	مروان اور بیعت علی مرتضیٰ	〃
ابو سفیان کی اسلام دشمنی	〃	حضرت حسین سے مروان کی محبت	۶۷
ابو سفیان کے گھر کی اہمیت	۵۷	مروان سے علی بن حسین کی وابستگی	۶۹
ابو سفیان کیلئے حضور اکرم کا تحفہ	〃	علی بن حسین سے متعلق مروان کی وصیت	۷۰
ابو سفیان کی دوستی عباس ابن عبد المطلب سے	۵۸	ابان بن عثمان بن عفان	〃
ابو سفیان اور علی مرتضیٰ	۵۹	زیاد بن ابی سفیان بن حرب	۷۱
یزید بن ابی سفیان بن حرب	۶۰	علی و معاویہ زیاد کی نظر میں	۷۲
عامر بن کریز بن ربیعہ	۶۰	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	〃
محمد بن ابو حذیفہ بن عتبہ	۶۱	سادات بنو ہاشم سے یزید کے تعلقات	۷۳
محمد بن ابو حذیفہ اور حضرت علی	۶۲	حضرت حسین کی شہادت پر یزید کا تاثر	۷۴
خالد بن عقبہ بن ابی معیط	۶۳	ابن زیاد کو خدا قتل کرے	〃
حضرت حسین کی نماز جنازہ اور بنو امیہ	۶۳	یزید کی بنو ہاشم سے قرابت	۷۵
سعید بن عاص بن سعید	〃	علی بن حسین کیساتھ یزید کا برتاؤ	۷۶
چار ہاشمی ایک اموی کی قیادت میں	۶۴	ابن زیاد پر خدا کی لعنت	۷۷
عبداللہ بن عامر بن کریز	〃	واقعہ حرہ اور علی بن حسین	〃
ابن عامر کا رشتہ بنو ہاشم سے	۶۵	علی بن حسین کیلئے یزید کی ہدایت	۷۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یزید سے ابن الحنفیہ کی ملاقات	۷۸	ابن عباس کی ایک وصیت	۲
ابن الحنفیہ کی باغیان مدینہ سے مخالفت	۸۰	ولید بن عبدالملک بن مروان	۳
یزید سے ابن جعفر کی ملاقات	۸۲	حضرت حسن کی پوتی ولید کے عقد میں	۹۴
ابن عباس کا سفر دمشق	//	علی بن حسین اور ولید بن عبدالملک	۹۵
ابن عباس سے یزید کے نامہ و پیام	۸۵	سلیمان بن عبدالملک بن مروان	//
ایک ہاشمی بزرگ سے یزید کا تعلق	۸۶	عمر بن عبدالعزیز بن مروان	//
خالد بن یزید بن معاویہ	//	ہشام بن عبدالملک بن مروان	۹۶
عمرو بن سعید بن عاص	۸۷	قرابت کی ایک جھلک	۹۸
عبدالملک بن مروان بن حکم	۸۹	اموی خواتین ہاشمیوں کے عقد میں	//
عبدالملک کی بیعت اور علی بن حسین	۹۰	ہاشمی خواتین امویوں کے عقد میں	۱۰۱
محمد بن حنفیہ اور عبدالملک	۹۱	صفین کے بعد باہمی رشتے	۱۰۳
ابن الحنفیہ عبدالملک کے مہمان	۹۲	کربلا کے بعد باہمی رشتے	۱۰۴
		ہاشمی و اموی فرزندوں کے نام	۱۰۹

ساداتِ بنو عبد مناف

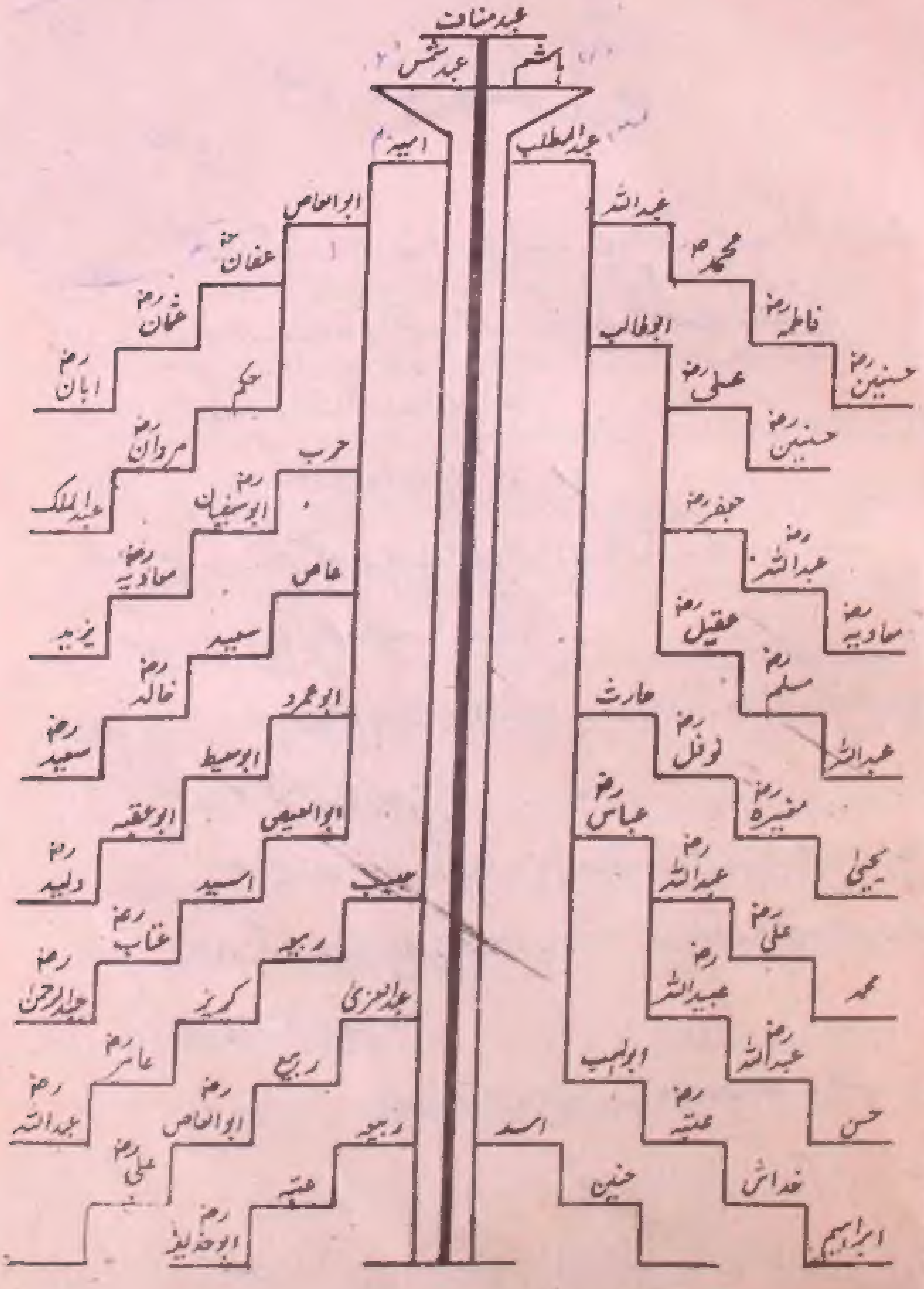

خانۂ کعبہ میں

دو خوبصورت لڑکے!

ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے طواف کر رہے تھے۔ ان کے چہرے کی نورانیت اور خاندانی شرافت سے متاثر عقیدت مندوں کا ایک جمگھٹ ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ اور ان کی اقتدا میں طواف کر رہا تھا۔

ابن میسرہ :۔ یہ دونوں کون ہیں؟

ابن وکیع :۔ علی مرتضیٰؓ کے پوتے عبداللہ اور عثمان غنیؓ کے پوتے محمدؒ ،

ابن میسرہ :۔ دونوں کا رشتہ کیا ہے؟؟

ابن وکیع :۔ دونوں باہم سوتیلے بھائی ہیں اور دونوں ہی کی ماں سیدہ فاطمہؓ بنت حسین بن علیؓ مرتضیٰ ہیں؟؟

ابن میسرہ :۔ (حیرت ہے) یہاں ہاشمی اور اموی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور ساتھ ہی طواف کر رہے ہیں اور ہمارے وہاں (کوفہ میں) ایک فریق دوسرے کو دشمن اور کافر بتاتا ہے۔

(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابۃ۔ زمخشری)

پیش لفظ

سادات قریش میں ہاشم اور عبد شمس دونوں بھائی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے والد عبد مناف تھے جو خود بھی صاحب اقتدار اور بڑے رعب و داب والے تھے۔ انھوں نے عبد شمس کو اپنا ولی اور جانشین نامزد کیا اور "تولیت کعبہ" بنو عبد الدار سے لیکر ان کے سپرد کی عبد شمس چونکہ اپنے کار و بار تجارت کے پھیلاؤ کی وجہ سے ضرورتاً شام میں رہنے لگے تھے اس لئے ان کی عدم موجودگی میں تولیت کعبہ ان کے بھائی ہاشم نے سنبھالی اور قریش کے قومی ۔ ۔ "عقاب" کی علمبرداری عبد شمس کے بیٹے امیہ نے ۔ اور یہ دونوں عظیم عہدے ان کے بعد انھیں دونوں کے خاندان میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ اسلام نے آکر تمام لوگوں کے جاہلانہ اقتدار و اختیار کا خاتمہ کر دیا۔

ابتداءً یہ لوگ بنو عبد مناف کہے جاتے تھے۔ بعد میں اولادیں بڑھیں اور خاندان نے ترقی کی تو بنو ہاشم اور بنو امیہ کے ناموں سے موسوم ہوئے ان میں بڑے بڑے سردار اور صاحب اختیار لوگ ہوئے مثلاً حرب، عبد مطلب عتبہ، ابو طالب، ابو سفیان اور زبیر بن عبد مطلب وغیرہ

ان دونوں گھرانوں میں جو باہم الفت و محبت تھی اس کے متعلق صاحب

تاریخ الامت لکھتے ہیں۔

"حرب بن امیہ اور عبدالمطلب بن ہاشم ہمدم و ہمنشیں تھے اور ان میں باہم بہت الفت تھی۔ یہی الفت ان کے بعد ابو سفیان بن حرب اور عباس بن عبد مطلب میں رہی۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم میں جیسا کہ بعض ناواقفوں کا گمان ہے۔ کسی قسم کی عداوت و دشمنی نہ تھی، البتہ کبھی کبھی خاندانی معاملات میں حریفانہ رشک واقع ہو جاتا تھا۔"

ہمارے خیال میں یہ حریفانہ رشک والی بات زیادہ وزن نہیں رکھتی، اگر ایسا ہوتا تو حضور اکرمؐ کی بعثت کے وقت ان کے رشک و حسد کی آگ بھڑک اٹھتی اور بنو امیہ سب سے زیادہ حضور اکرمؐ کے مخالف نظر آتے کہ آپ ہاشمی تھے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ دونوں خاندان میں اسلام کے موافق اور مخالف برابر کے ملتے ہیں۔

اگر اسلامی پرچم کے نیچے علی بن ابی طالبؓ، جعفرؓ بن ابی طالبؓ اور حمزہؓ بن عبد مطلبؓ نظر آتے ہیں تو خالدؓ بن سعیدؓ، عمرؓ بن سعیدؓ، عبداللہؓ بن سعیدؓ، عثمانؓ بن عفانؓ، ابو حذیفہؓ بن عتبہؓ اور سمرہؓ بن جندبؓ بھی ان کے شانہ بشانہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تو رہے قدیم الاسلام ہاشمی و اموی جو اسلام کے جانباز اور نبیؐ کے جاں نثار تھے اور وہ جو اسلام کے منکر اور نبی صلعم کے مخالف تھے ان کی بھی فہرست بہت لمبی ہے اور ان میں بھی بنو ہاشم و بنو امیہ برابر کے شریک ہیں۔

رہا یہ سوال کہ پھر بنو ہاشم کے مقابلہ میں تنہا بنو امیہ ہی کیوں مطعون و بدنام ہوئے تو اس کا خاص سبب غالباً یہ ہے کہ بنو امیہ قریش کے سالار اعظم تھے اس لئے فتح مکہ سے پہلے جب اور جہاں بھی کفر اور اسلام میں ٹکراؤ ہوا چونکہ یہ سپہ سالار تھے۔

اس لئے یہی سب سے زیادہ نمایاں نظر آئے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاص بنو ہاشم سے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہاشمیوں کی دشمنی میں وہ شدت نظر نہیں آتی جو دوسروں میں تھی۔ ویسے اجتماعی حیثیت سے دونوں برابر ہیں اور دونوں ہی کیا بلکہ تمام قریش۔ دیکھئے نا ایک طرف ابوجہل مخزومی عاص بن وائل سہمی اور ابن ابی معیط اموی ہے تو دوسری طرف ابولہب ہاشمی ہے جو اسلام دشمنی میں ان تینوں میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ذرا بدر کے میدان کا بھی نظارہ کرتے جیئے۔ جہاں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیر معاویہ کا بھائی حنظلہ ہے تو انہیں کے شانہ بشانہ حضرت علیؓ کے دو حقیقی بھائی عقیل اور طالب نیز ابولہب کے بیٹے عتیبہ اور حضور اکرمؐ کے چچا عباس ... جو قریشی دوستی اور اسلام دشمنی میں یکی تکمیل کرتے رہے تھے۔

مختصر یہ کہ بدر سے لیکر فتح مکہ تک یہی منظر آئیگا کہ نہ بنو ہاشم سے بنو امیہ جدا ہوگئے نہ بنو امیہ سے بنو ہاشم۔ اصل میں وہاں خاندانی یا ملکی لڑائی تو تھی نہیں اور نہ محمد بن عبد اللہ سے دشمنی تھی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تو توحید و شرک اور کفر و اسلام کا ٹکراؤ تھا۔ ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل۔ نہ خاندان و قبیلہ کی چشمکیں تھیں نہ ملک و قوم کا اقتدار۔ بلکہ ان میں باہمی محبت و قرابت تھی اور ایک دوسرے میں بھائی چارہ۔

زیر نظر کتاب بنو ہاشم و بنو امیہ کے باہمی تعلقات میں آپ کو یہی تحقیق و تصدیق ملیگی لیکن مجھے اس دعوے میں کہاں تک کامیابی ہوئی؟ اس کا اندازہ اہل نظر ہی لگا سکیں گے۔

البتہ ناظرین سے اتنی گذارش ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کتاب میں کوئی ایسا واقعہ نظر سے گذرا ہو جو بنو ہاشم، بنو امیہ کے باہمی تعلقات سے متعلق تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور ان کی رائے میں اس کتاب میں آنا چاہیے، تو براہ کرم مجھے مطلع فرمائیں۔ میں شکریہ کے ساتھ آئندہ ایڈیشن میں شامل کتاب کروں گا۔

سلام اللہ صدیقی

۱۲/ مارچ ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عہد جاہلیت کے تعلقات

اشراف مکہ یعنی قریش، اور قریش میں بنو عبد مناف یعنی بنو امیہ اور بنو ہاشم کو جو بزرگی و برتری حاصل تھی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کے جد امجد عبد مناف ہے اور عبد مناف کی دو بیویاں عاتکہ اور ... حبشہ ... تھیں ان سے پانچ بیٹے ... اور عبد شمس، ہاشم، مطلب اور نوفل چار بیٹے تھے،

مطلب کی اولاد مطلبی کہلائی، ہاشم کی ہاشمی اور عبد شمس کے بیٹے کا نام امیہ تھا جس سے اموی۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ انکو تلوار سے جدا کیا گیا تھا، اس لئے شگون لیا گیا کہ ان میں تلوار کی جنگ رہے گی۔ اس کو طبری نے بغیر سند کے لفظ قیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ہاشم چھوٹے عبد شمس بڑے

عبد شمس ہاشم کے بڑے بھائی تھے۔ قدیم مورخ ابن ہشام متوفی ۲۱۸ھ نے لکھا ہے

"عبد مناف میں صاحب امر عبد شمس تھے۔ جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے

(سیرت ابن ہشام ۱، ۱۳۰)

عبد شمس کعبہ کے متولی تھے، ابن خلدون نے لکھا ہے۔

"عبد مناف کا بڑا لڑکا عبد شمس جوان ہوا تو ارباب قریش نے تولیت کعبہ بنو عبد الدار سے لیکر عبد شمس کی نگرانی میں دیدیا۔ چونکہ عبد شمس شام کی منڈیوں میں رہا کرتا تھا اور اس خدمت کی انجام دہی کا موقع کم نکال سکتا تھا اس لئے یہ عہدہ اس کے بھائی ہاشم کی نگرانی میں آیا جو آخر عہد جاہلیت تک آل ہاشم ہی میں منتقل ہوتا رہا۔ ابن خلدون ۲ ،۲۹۶،۲۹۷)

عبد شمس نے اپنے اختیارات ہاشم کے سپرد کر دیئے تھے۔ امامیہ مورخ جسٹس امیر علی نے لکھا ہے

"عبد شمس نے اپنے اختیارات کو اپنے بھائی ہاشم کے سپرد کر دیئے تھے

ترجمہ شارٹ ہسٹری آف دی سارسینز ۱۲/۱

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عبد شمس بڑے تھے اور ہاشم چھوٹے نہ کہ جڑواں اور برابر۔ عبد شمس اپنے باپ کے وصی تھے اور کعبہ کے متولی اور انھوں نے یہ عہدہ اپنے چھوٹے بھائی ہاشم کے سپرد کیا تھا

قریش کے دو عظیم منصب

قریشیوں کے نزدیک کعبہ کی تولیت اور عقاب کی علمداری ان دونوں عہدوں کی بڑی اہمیت تھی۔ جو شخص کعبہ کا متولی ہوتا بڑا بزرگ سمجھا جاتا اور جو قریش کے قومی نشان "عقاب" کا علمدار ہوتا بڑا ہی معزز مانا جاتا۔

قریش نے اس دوسرے منصب کیلئے بھی بنو عبد مناف کو ہی منتخب کیا۔ ورعقاب کی علمداری بنو مخزوم سے لیکر عبد شمس کے بڑے فرزند امیہ کے سپرد کیا۔ جو عہد جاہلیت تک امویوں میں منتقل ہوتا رہا۔

امیہ بن عبد شمس

عبد شمس کے آٹھ لڑکے تھے۔ امیہ، حبیب، عبد العزیٰ، سفیان، امیہ اصغر، عبد امیہ، نوفل، ربیعہ۔ ان میں امیہ اپنے باپ کے جانشین قرار پائے۔ یہ ہاشم بن عبد مناف کے بھتیجے تھے۔

قریش میں ان کو بڑا مرتبہ حاصل تھا اور انھوں نے بہت سی تعمیری خدمات انجام دی تھیں۔ جیسے جگہ جگہ کنواں کھدوانا۔ پٹے ہوئے کنوؤں کی صفائی کرانا وغیرہ۔

حرب بن امیہ

بن عبد شمس۔ امیہ کے دس لڑکے تھے حرب، ابوحرب، سفیان، ابوسفیان، عمرو، ابوعمرو، یہ لوگ عنابس کہلاتے ہیں۔ اور عاص، ابوالعاص، عیص، ابوالعیص، انکو عیاص کہتے ہیں۔ ان میں حرب سب سے بڑے تھے اور یہی اپنے باپ کے جانشین تھے۔ اور قریش کے نامور سردار تھے۔ جنگ فجار جو عرب کی مشہور قومی جنگ تھی انھیں کی قیادت میں لڑی گئی تھی۔ تمام قریش بالخصوص بنو ہاشم بھی اس جنگ میں تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے سردار کے ساتھ شریک جنگ ہوئے تھے البتہ حضور اکرم نے کسی سے قتال نہیں کیا۔ عقد الفرید ۳، ۲۰۲۔ سیرت ابن ہشام ۱، ۱۲۲،

یہ حرب بن امیہ۔ عبد المطلب بن ہاشم کے دوست اور ہمنشین تھے۔ المحبر ۔۔۔ تاریخ الامم ۲، ۲ ۲،

ان کی ایک بیٹی ام جمیل بنت حرب ابولہب بن عبد المطلب کے عقد میں تھی گو ابولہب ہاشمی۔ حرب اموی کا داماد تھا۔ المحبر ۔۔۔ نسب قریش ۱۲۶،

ابوعمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ یہ حرب کے بھائی ہیں۔ شعراء قریش میں ہیں۔

حضرت علیؓ کے والد ماجد ابو طالب ان کے دوست اور ندیم تھے ان کے انتقال پر ابو طالب نے ایک مرثیہ کہا تھا. (نسب قریش ۱۴۴، محبر ۱۷۴)

حارث بن حرب بن امیہ

بن عبد شمس ← یہ امیہ کے پوتے حرب کے بیٹے اور حضور اکرم کے پھوپھا تھے. جناب صفیہؓ بنت عبد المطلب ان کے عقد میں تھیں. (انساب الاشراف ۱/۹۰، کتاب المعارف ۱۰۳/۱، نسب قریش ۱۴۰، طبقات الکبریٰ ۸/۳۰)

غالباً اموی اور ہاشمی خاندان میں یہ دوسرا ازدواجی رشتہ تھا. جو حارث بن حرب سے ہوا. یہ حارث ایک جنگ میں ہاشمی حارث بن عبد المطلب کے ساتھ تھے (المحبر ۱۷۳)

عتبہ بن ربیعہ

بن عبد شمس یہ عبد شمس کے پوتے، ربیعہ کے بیٹے اور امیہ کے بھتیجے تھے. چونکہ عتبہ قریش کے رئیس اور سردار تھے اس لئے اسلام دشمنی کا بڑا حصہ ان کے حصے میں آیا اور یہ بدر میں سردار قریش کی حیثیت سے مارے گئے.

اس دشمنی کے باوجود حضور اکرم صلعم سے ان کو کوئی خاندانی عناد نہ تھا. انہوں نے ایک موقع پر قریش سے کہا تھا.

"محمد (صلعم) جو کہتے ہیں سچ ہے ان کی باتیں مان جائیں تو قریش کی عزت بڑھ جائیگی"

اس پر ابو لہب نے کہا کہ یہ بڈھا اب حمقوں کی سی باتیں کرنے لگا ہے اسی طرح بدر کے موقع پر بھی عتبہ نے قریش سے اختلاف کیا تھا اور جنگ نہ کرنے کی رائے دی تھی. اس پر ابو جہل نے ان کو بزدل اور نامرد کہا تھا جس سے مشتعل ہو کر عتبہ نے تلوار نیام سے باہر کر لی تھی اور مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ میں کود پڑا تھا.

ان عتبہ کے متعلق یہ روایت بھی ملتی ہے کہ حضور اکرمؐ طائف میں زخمی ہوئے تو عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں جا کر ٹھہرے حضور کو زخمی دیکھ کر عتبہ سے نہ رہا گیا اور اس نے انگور کا ایک خوشہ اپنے غلام سے حضور کی خدمت میں بھیجا جسے حضور نے نوش فرمایا (اسد الغابہ ۶/۲۲۷)

عتبہ کی قرابت حضرت علیؓ کے بڑے بھائی عقیل بن ابی طالبؓ سے تھی۔ جناب عقیلؓ ان کے داماد ہوتے تھے (طبقات ابن سعد ۸/۲۲۹۔ اصابہ ۸/۹۴)۔

کریز بن ربیعہ

بن حبیب بن عبد شمس۔ یہ عتبہ کے بھتیجے، امیہ کے پوتے اور عبدالمطلب بن ہاشم کے داماد تھے۔ ان کے عقد میں ام حکیم بیضا بنت عبد مطلب تھیں۔ ان سے عامر اور اروی کی ولادت ہوئی۔ عامر کی پیدائش پر ان کے نانا عبد مطلب نے بڑے فخر کے ساتھ کہا تھا۔ ”ہاشم کی ہڈیوں کی قسم ابنو عبد مناف میں اس بچہ سے بڑھ کر کوئی نہیں“ (کتاب المعارف ۱/۱۹۶)

اس روایت سے معلوم ہو کہ ابتک بنو ہاشم اور بنو امیہ کی اصطلاح منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ دونوں اپنے کو عبد مناف کہتے اور سمجھتے تھے۔ باہم مل جل کر رہتے اور شادی بیاہ کرتے تھے

یہ تھا زمانہ جاہلیت میں امویوں اور ہاشمیوں کی باہمی محبت، مروت اور قرابت کا حال اب زمانہ اسلام کے حالات کا جائزہ لیجیے۔

عہد اسلام کے تعلقات

[illegible] کی وہ پہلی تاریخ تھی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار دنیائے شرک کو دعوت توحید دی اور لوگوں کو ایک خدا کی بندگی کی طرف بلایا۔

اس دعوت پر اہل مکہ اور خصوصاً اہل قریش بہت مشتعل ہوئے اور آپ کی جان کے دشمن ہو گئے لیکن ان میں کچھ نیک دل اور حق شناس بھی تھے جنھوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کے گرد آکر کھڑے ہوئے ان میں غالب اکثریت بنو عبد مناف کی تھی

قدیم الاسلام ہاشمی اور اموی

علی بن ابی طالبؓ، جعفر بن ابی طالبؓ، حمزہ بن عبد مطلبؓ، صفیہ بنت عبد مطلبؓ اور فاطمہ بنت اسدؓ یہ لوگ قدیم الاسلام ہاشمی ہیں۔

عثمان بن عفانؓ، خالد بن سعیدؓ، عمرو بن سعیدؓ، ابو حذیفہ بن عتبہؓ، سعد بن حبیبؓ عبد اللہ بن سعیدؓ، اروی بنت کریزؓ، سعدی بنت کریز، ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ فارعہ بنت ابی سفیان، صفیہ بنت ربیعہ، ام کلثوم بنت عقبہؓ اور ہند بنت ولیدؓ۔

یہ لوگ قدیم الاسلام اموی ہیں۔ گویا ۱۸ بنو عبد مناف میں ۵ ہاشمی اور ۱۳ اموی قدیم الاسلام تھے۔

ہم ذیل میں امویوں کے نام کو ان کے مرتبے کے لحاظ سے مستقل عنوان پیش کر رہے ہیں اور ہاشمیوں کو بے ذیل عنوان لا رہے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اموی محتاج تعارف ہیں اور ہاشمی اس کے محتاج نہیں۔

ہجرت حبشہ سے پہلے

خالد بن سعیدؓ

بن عاص بن امیہ بن عبد شمس۔ یہ اسلام کے ایک بڑے دشمن سعید بن عاص کے بیٹے ہیں۔ غالباً دوسرے، تیسرے یا چوتھے مسلمان ہیں (اصابہ ۲/۲۹، اسد الغابہ ۲/۹۱)

انھوں نے اسلام کی راہ میں بڑی اذیتیں اٹھائیں۔ ان کے باپ نے انھیں ایک مکان میں قید کر دیا تھا تاکہ یہ رسول اللہ سے نہ مل سکیں۔ ان کا کھانا پانی بند کر دیا تھا اور مارتے مارتے لہولہان کر دیا تھا کہ یہ محمد صلعم کا کلمہ نہ پڑھ سکیں مگر اللہ رے جانباز حق۔ ہر تکلیف گوارا کی مگر محمدؐ کا کلمہ چھوڑنا گوارا نہ کیا (طبقات ابن سعد ۳/۶۹، اسد الغابہ ۲/۹۱)

خالد بن سعید کی خدمات

یہ مہاجرین حبش سے ہیں اور اکثر غزوات میں رسول اللہ کے ساتھ رہے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو یمن کا عامل بنایا تھا اور ان سے کاتب وحی کی خدمت لی تھی عہد صدیقی میں انھوں نے مرتدین کے خلاف بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ اور فتوحات شام میں اہم خدمات پیش کی تھیں اور اسی میں درجہ شہادت بھی حاصل کیا تھا۔

ان کے تعلقات حضرت علی مرتضیٰؓ سے بڑے خوشگوار تھے انھوں نے کچھ دنوں تک حضرت علیؓ کی حمایت میں حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی (مہاجرین ۱/۲۰۷)

عثمان بن عفانؓ

بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس: ایمان لانے والوں میں غالباً پانچواں نمبر ہے۔ آپ کی ذات مجمع الصفات ہے جو محتاج تعارف نہیں۔

آپ کے تعلقات بھی حضرت علی سے بڑے مخلصانہ اور قرابتدارانہ تھے۔ پہلی قرابت یہ کہ حضرت علیؓ کی پھوپھی بیضاء بنت عبد مطلب آپ کی سگی نانی تھیں۔ گویا آپؓ حضرت علیؓ کے پھوپھی زاد بھانجے تھے۔

دوسری یہ کہ آپ کی اہلیہ رقیہؓ اور حضرت علیؓ کی اہلیہ فاطمہؓ دونوں حقیقی بہنیں تھیں گویا دونوں ایک دوسرے کے ہمزلف تھے۔ یہی دوسری قرابت کی سند شیعہ کتب میں بھی ملی ہے۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے۔

بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم، و فاطمہ، وام کلثوم و رقیہ و زینب۔

فاطمہ را بحضرت امیر المومنین تزویج نمود و زینب را بو العاص بن ربیعہ کہ از بنو امیہ بود۔ و بعثمان بن عثمان ام کلثوم و چوں او برحمت الٰہی شد رقیہ را نیز باو تزویج نمود۔

حضرت جعفر صادقؒ سے بسند معتبر منقول ہے کہ رسول خدا کی اولاد حضرت خدیجہ کے بطن سے طاہر و قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب ہیں۔

جن میں سے حضرت فاطمہ امیر المومنین علی کی زوجیت میں آئیں اور (حضرت) زینب ابوالعاص بن ربیعہ سے منسوب ہوئیں جو اموی تھے اور ام کلثوم کا نکاح (حضرت) عثمان بن عفان سے ہوا جنکے رحمت نصیب ہو جانے کے بعد حضرت رقیہ بھی انہیں کے عقد میں آئیں (حیات القلوب ۲/ ۷۱۸)

اس کے بعد اور بھی قرابتیں ہیں جو دوسرے عنوان کے تحت آئیں گی۔ اب یہاں ہم ان کے تعلق و محبت کا تذکرہ چھیڑنا چاہتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیبؒ کا بیان ہے کہ ایکدن علیؓ اور عثمانؓ میں صبح کے وقت کچھ سخت کلامی ہوئی اور دوپہر کو صلح ہو گئی۔ شام ہوئی تو میں نے دیکھا کہ دونوں حقیقی بھائی کی طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے جا رہے ہیں (الموافقہ بین اہلبیت والصحابہ از علامہ زمخشری)

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ کا انتخاب ہونے لگا تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا۔ آپ خلافت کیلئے کس کو پسند کرتے ہیں۔ فرمایا علیؓ کو اور یہی سوال حضرت علیؓ سے کیا تو انھوں نے فرمایا۔ عثمانؓ کو (طبری ۴/۹۵

حضرت عثمانؓ پر الزامات

حضرت عثمانؓ کے آخر دور خلافت میں بلوائیوں نے ان پر الزام لگائے اور ان کو مطعون و بدنام کیا تو حضرت علیؓ نے اس کی تردید کی اور ان تمام اعتراضات والزامات کے مدلل جواب دیئے چنانچہ جب یہ الزام لگایا گیا کہ عثمانؓ نے اصل قرآن کو جلا دیا تو اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔

لہم المتفق علیہ	انھوں نے اختلاف والی چیز کو جلا دیا
کما تبت فی العرضۃ الاخیرۃ	اور متفق علیہ باقی رکھی (جو حضور اکرمؐ کی)
واللہ ما حرق الا عن ملأ من	آخری تلاوت سے ثابت ہے خدا کی قسم!
اصحاب محمد ولو ولیت مثل	اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو وہی کرتا جو انھوں
ما ولی لفعلت مثل الذی مثل	نے کیا ہے (الیدایہ والنہایہ ۷/۱۷۱)

دوسرا الزام کہ عثمانؓ نے نوجوانوں کو عامل مقرر کیا۔ اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔

فلم یول الا رجلا سویا

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۱)

انھوں نے مرد کامل اور عادل کے سوا کسی کو عامل نہیں بنایا اور رسول اکرم نے عتاب بن اسیدؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو حاکم بنایا تھا۔ حالانکہ عتابؓ اموی کی عمر بیس سال سے زیادہ نہ تھی (ایضاً)

اس الزام پر کہ عثمانؓ نے بنو امیہ کو دیگر قبائل پر ترجیح دی تو اسکے جواب میں فرمایا

فقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوثر قریشا علی الناس۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو قریش کو اور لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے (ایضاً)

اور جب یہ الزام لگایا گیا کہ عثمان (یا مروان) نے ایک خفیہ خط لکھ کر ہمارے پسندیدہ عامل محمد بن ابوبکر کے قتل کی سازش کی تو اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے سخت جرح اور بحث کی اور خط کو جعلی قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

واللہ امر ابرم بالمدینۃ قالوا فضعوہ علی ماشئتم لا حاجۃ لنا فی ھذا الرجل

خدا کی قسم! اس خط کی سازش تو تم لوگوں کے ہاتھوں مدینہ میں کی گئی ہے سبائیوں نے جواب دیا۔ آپ جو بھی سمجھتے ہوں سمجھیں ہم تو عثمان کو معزول کر کے ہی رہیں گے طبری ۳۰۷/۳)

اور جب اس پر زیادہ اصرار ہوا کہ یہ خط ہمارا لکھا نہیں عثمانؓ کا یا ان کے سکریٹری مروان کا لکھا ہوا ہے تو تحقیق حال کیلئے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور اس کے جواب میں حضرت عثمانؓ کی رائے معلوم کی تو آپ نے فرمایا۔

واللہ ماکتبت ولا امرت ولا	خدا کی قسم! نہ تو میں نے یہ لکھا ہے۔
شوورت ولا علمت	نہ ہی میں نے اس کا حکم دیا ہے۔ نہ مشورہ دیا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے۔

یہ سن کر حضرت علیؓ نے باغیوں سے فرمایا۔

قد صدق۔	بیشک عثمانؓ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں (ایضاً)

ان شواہد کے بعد حضرت علیؓ نے سب باغیوں کو ڈانٹا اور مدینہ سے نکل جانے کو کہا تو وہ کہنے لگے

فلم کتبت الینا فقال واللہ ما کتبت الیکم کتاباً قط	جب نکالنا ہی تھا تو پھر خط لکھ کر ہمیں آپ نے بلایا ہی کیوں ہے؟

یہ سن کر حضرت علیؓ نے غضبناک ہو کر فرمایا۔ خدا کی قسم، میں نے کبھی تمہاری طرف کوئی خط نہیں لکھا (طبری ۳، ۳۹۰)

عثمان کا ہر کام علی کی مرضی کے مطابق

اور جب یہ الزام لگایا کہ عثمانؓ نے من مانی حکومت کی اور کسی سے مشورہ نہیں لیا تو اس کے جواب میں حضرت علی نے فرمایا:۔

انکم وما تعیرون به عثمان۔	عثمانؓ نے جو بھی کام کئے، ہمارے مشورے
وما ذنب عثمان فیھا	سے کئے، ان معاملوں میں اگر تم ان کو

صنع عن امورنا۔

کو متہم کرتے ہو، عثمانؓ بے گناہ ہیں۔

(طبری ۲۲۰/۳)

حضرت عثمانؓ کی فضیلت

اسی سلسلے کی بات ہے کہ باغیوں نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا کہ آپ ان کے سامنے میرے مطالبات پیش کریں چنانچہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے مگر مطالبہ پیش کرنے سے پہلے ان کے سامنے ان کے فضائل بیان کرنے لگے نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:

ان الناس ورائی ...... واللہ ما ادری ما اقول لک وما اعرف شیئاً تجہلہ ولا ادلک علی امر لا تعلمہ انک تعلم ما نعلم ما سبقناک الی شیء فنخبرک عنہ ولا خلونا بشیء فنبلغکہ وقد رایت کما راینا وسمعت کما سمعنا وصحبت رسول اللہ کما صحبنا وما ابن ابی قحافہ ولا ابن الخطاب باولی بعمل الحق منک وانت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......

مجھے لوگوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے لیکن بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں۔ آپ خود کسی چیز سے ناواقف نہیں۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ ہم کسی حقیقت تک آپ سے پہلے نہیں پہنچے اور نہ کوئی ایسا راز موجود ہے۔ جسے صرف ہم جانتے ہوں اور آج آپ پر منکشف کر سکیں۔ آپ نے بھی ہماری طرح سب کچھ دیکھا ہماری طرح سنا اور رسول اللہ صلعم کا فیض صحبت ہماری ہی طرح حاصل کیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی قرابتدار اور داماد ہیں (اور یہ وہ امتیازی شرف ہے) جو حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی حاصل نہیں۔

(نہج البلاغہ ۱/۱۹۷)

حضرت علیؓ کی ان کوششوں کے باوجود ان سب کی تحریک کمزور نہ ہوئی یہاں تک کہ سبائیوں نے عثمان ذوالنورینؓ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور ان پر آب ودانہ بند کردیا اور ان کے قتل کا منصوبہ بنانے لگے۔ حضرت علیؓ نے ایک بار پھر ان کو سمجھانے کی کوشش کی

"اے لوگو! تم یہ جو کررہے ہو۔ وہ مسلمانوں کا دستور ہے اور نہ کافروں کا۔ ایسا تو روم وفارس کے لوگ اپنے قیدیوں کے ساتھ بھی نہیں کرتے۔ اور جبکہ عثمان نے تم سے کوئی تعرض نہیں کیا تو تم پھر کیوں ان کے قتل پر آمادہ ہو۔

(طبری ۳/۴۱۷، البدایہ ۷/۱۸۷)

اور جب محاصرہ سنگین ہوگیا تو آپ حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لائے اور باغیوں سے جہاد کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عثمانؓ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا۔

وقال مالی ادعوکم الی الجنۃ	میں آپکو جنت یعنی صبر وشکر کی طرف بلاتا ہوں
وتدعوننی الی النار	اور آپ مجھے جہنم یعنی جنگ کی طرف بلاتے ہیں
لاکون اول من سل السیف	مسلمانوں پر بھی تلوار نکالنا نہیں چاہتا
علی المسلمین فخرج علی وھو یقول	اس پر حضرت علیؓ یہ فرماتے ہوئے لوٹ
اللھم تعلم انی من المعذورین	گئے کہ خدایا۔ تو جانتا ہے کہ میں مجبور ہوں

(سیرت ذوالنورین ص ۲۰۵ بحوالہ منہاج ص ۵۰۰)

حضرت عثمان کی شہادت

گھر جاکر حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی حفاظت کیلئے اپنے بیٹوں کو بھیجدیا۔

یعنی جب یہ سنا کہ امیر المومنین شہید کر دیئے گئے تو سنتے ہی بدحواس ہو گئے۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ بخدا میرا ہوش ٹھکانے نہ رہا۔ یہاں تک کہ خلافت کی طرف دوڑ پڑا ابن کثیر کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کا لاشہ دیکھ کر حضرت علیؓ ان پر گر پڑے اور پھوٹ پھوٹ رونے لگے حتیٰ لحقوا انہ سیلحق بہ اور اسقدر روئے کہ لوگوں نے سمجھا کہ یہ بھی مر جائیں گے۔ (البدایہ والنہایہ، ۹۲)

حضرت علیؓ رونے لگے

حضرت علیؓ گھر لوٹ کر آئے تو زینب بلک رہی تھیں پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ بولیں۔ ابو عثمانؓ مر گئے۔ یہ سنکر آپ بھی رونے لگے اور فرمایا۔

من نبکی علی العثمان فنبکی — بیٹی! بات ہی رونے رلانے کی ہے روؤ

وقال ابکین — اور خوب روؤ۔

(انساب الاشراف ۵، ۱۰۳، لعواصم، ۱۴۱)

اس حادثے کے بعد حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ پر لعنتیں بھیجا کرتے تھے۔ اس کا تذکرہ امامیہ مظفر علی نقوی لکھنوی نے بھی کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"خدا کی لعنت ان لوگوں پر جنھوں نے عثمان بن عفان کو قتل کیا۔"

(رجال نجاری، ۱۵۰، امامیہ مشن لکھنو)

حضرت علیؓ جب بھی کسی کو حضرت عثمانؓ کی شان میں گستاخی یا ان کے طرز حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے پاتے یا سن لیتے تو فرماتے۔

کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ عثمانؓ کی شان میں حکومت کی اور خلافت راشدہ کا ڈھانچہ بگاڑ دیا۔۔ خدا کی قسم، عثمانؓ ان لو

ڈرتے اور ہمیشہ نیک اعمال کرتے رہے (ازالۃ الخفا ۱۵۴ بحوالہ مستدرک)

ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر تم عثمان سے محبت کرتے ہو تو واللہ وہ ہم سے بہتر تھے۔ ہم سے زیادہ نیک اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنیوالے تھے۔

واللہ میں نے نہ تو عثمان کو قتل کیا۔ نہ اس کا حکم دیا۔ البتہ ان کے قاتلین مجھ پر غالب آگئے (بدایہ والنہایہ ۷، ۱۹۳)

ایک موقع پر حضرت عثمانؓ کے فضائل میں آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

عثمان رضی اللہ عنہ خیرنا	عثمان رضی اللہ عنہ ہم سب سے افضل تھے
وافضلنا ارحمنا ولنا	ہم سب سے زیادہ رحیم تھے۔ ہم سب سے
حیاء، واحسننا طہورا واتقانا	زیادہ پاکیزہ اور اللہ سے ڈرنیوالے
لرب عزوجل۔	تھے (البدایہ والنہایہ ۷، ۱۹۳، ۱۹۰)

حضرت عثمان اور جناب حسنینؓ

حضرت علی مرتضیٰؓ کی طرح ان کے دونوں جگر گوشے بھی حضرت عثمانؓ کی قدر و منزلت کرتے اور ان پر اپنی جان نثار کرنے کیلئے تیار رہتے تھے چنانچہ محاصرہ کے وقت دونوں بھائی خدمت میں حاضر ہوئے اور باغیوں سے جہاد کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر جب اجازت نہ ملی تو بھی گھر کے دروازہ پر پہرہ دیتے رہے تاکہ باغی اندر گھسنے نہ پائیں۔

حضرت حسنؓ پہرہ دے رہے تھے کہ حملہ شروع ہوگیا انھوں نے مردانہ وار مگر باغیوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ دونوں لہولہان ہوگئے (بدایہ ۷، ۱۹۸)

حضرت حسن کا ایک عجیب خواب

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حسن مجتبیٰؓ نے خواب دیکھا کہ میدان حشر برپا ہے اور حضور اکرمؐ، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ ترتیب وار کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضرت عثمانؓ اس حال میں آئے کہ سر ان کا ہتھیلی پر تھا اور جسم خون میں شرابور انھوں نے آتے ہی پکارا!

" خدایا! تو اپنے بندوں سے پوچھ۔ انھوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس پکار پر خون کے دو فوارے چھوٹ پڑے ایک مغرب کی طرف گیا۔ دوسرا مشرق کی طرف (البدایہ ۷/۱۹۵، ازالۃ الخفا ۱/۱۱۲ بحوالہ دہلی سینیچ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ حسنؓ اس خواب سے بہت متاثر تھے حضرت علیؓ نے جمل میں چلنے کو کہا تو وہ کہنے لگے۔

" میں نہیں جاؤں گا میں تو خواب دیکھ چکا ہوں "

لیکن والد کی اطاعت کا خیال آیا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر راستہ بھر حضرت علیؓ کو سمجھاتے اور مدینہ لوٹ چلنے اور اس جنگ سے الگ رہنے کا مشورہ دیتے ہوئے گئے

حضرت حسن بہت مطعون ہوئے۔

امیرالمومنین عثمانؓ سے محبت رکھنے کی وجہ سے حسن مجتبیٰ بہت مطعون ہوئے لوگوں نے آپ کو عثمانی سمجھکر برا بھلا کہا۔ اور آپ کی اولاد کو امامت سے خارج کر دیا۔

ایک متعصب تفضیلی طہ حسینؔ آپ پر اس طرح طنز کرتا ہے۔

حسن کے دل سے عثمان کا غم نہ نکل سکا۔ کہنا چاہیئے کہ وہ پوری طرح عثمانی تھے،

کبھی کبھی وہ اپنی غضبناکیت میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ (رحماء تاریخ، ادب، سیاست کی روشنی میں، ۱/۳۴۸)

ابن عباس کی مخلصانہ محبت

محاصرہ کے وقت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی باغیوں سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی تھی مگر حضرت عثمانؓ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا: میں تم کو اپنا نائب بنا کر مکہ بھیجتا ہوں تم وہاں جا کر امارت حج کی خدمت انجام دو۔ ابن عباسؓ نے عرض کیا۔

واللہ یا امیر المومنین لجہاد ھؤلاء احب الی من الحج	امیر المومنین! بخدا میرے نزدیک باغیوں سے جہاد کرنا امیر حج ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا: تم کو قسم ہے۔ تم وہی کرو جو میں کہتا ہوں
فاقسم علیہ	

البدایہ ۷/۹۰، جز ۳ ۱۹۰۹

امارت حج کی خدمت انجام دینے کے بعد ہی ابن عباسؓ مکہ سے چلے بڑے تاکہ امیر المومنین کی حفاظت کر سکیں مگر جب وہ مدینہ میں داخل ہوتے تو پتہ چلا کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ کچھ اور آگے بڑھے تو بعض لوگوں کو بات چیت کرتے اور حضرت عثمانؓ پر لعنت بھیجتے ہوئے دیکھا۔ یہ سنکر ابن عباسؓ سے رہا نہ گیا۔ زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

واے اللہ، تو عثمانؓ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ کریم اور نیک، سب سے زیادہ شب بیدار اور تہجد گذار، مجھے دوزخ کے ذکر پر بہت رونے والے بخشش اور سعادت میں سب سے

آگے۔ بڑے حیادار وفادار اور غیرت مند تھے۔ جو ان پر لعنت بھیجے اس پر خدا کی لعنت (اعلام الاسلام ۱۰/۳۵)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی بیعت ہونے لگی تو ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے عرض کی

ان انت قسمت بهذا الامر	آپ ایسی حالت میں بیعت لیں گے تو لوگ
الان الزمك الناس دم عثمان	خون عثمانؓ کا الزام لگادیں گے جو قیامت
الی یوم القیامة	تک مٹائے نہ مٹے گا (تاریخ اسلام ذہبی ۲/۱۴۱)

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ان کے بعد حضرت معاویہؓ نے قصاص خون عثمانؓ کا مطالبہ کیا تو بہتوں نے اس کی تائید میں کی۔

لو اجتمع الناس علی قتل عثمان	اگر سب لوگ عثمان کے قتل پر جمع ہوتے
لرجموا بالحجارة كما رمي قوم لوط	تو ان پر پتھر کی بارش ہوتی جیسے قوم لوط پر

ہوئی تھی (استیعاب باب ذکر عثمان بن عفانؓ)

حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے اقوال سے حضرت عثمانؓ کے فضائل اور ان پر لگائے گئے الزامات کی حقیقت اور ان کے خوشگوار تعلقات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عمرو بن سعید

بن عاص بن امیہ بن عبد شمس، یہ بھی قدیم الاسلام ہیں۔ اپنے بھائی خالد بن سعیدؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے و حبش کی ہجرت کی۔ بڑے سرگرم مجاہد تھے۔ حضور اکرمؐ نے ان کو خیبر کا تحصیلدار مقرر فرمایا تھا اس کے بعد فدک کا نگران بنایا اور پھر تبوک کا

اور آنحضورؐ کی رحلت کے وقت عمرو بن سعید اس آخری عہدہ پر رہے تھے۔

(طبقات ابن سعد ۴/۲۷، فتوح البلدان ۱/۱۲۲، اسد الغابہ ۷/۴۵)

ابولہب سے عمرو بن سعید کا رشتہ

ان کی ایک بہن ابولہب ہاشمی کے بیٹے عتیبہ سے منسوب تھیں اور انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کو ترجیح دی تھی۔ غالباً ۲ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی لیکن جب اپنے اجتہاد پر نظر ثانی کی تو فوراً بیعت میں داخل ہوگئے اور فتوحات شام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا کہا جاتا ہے عمرو بن سعیدؓ مقام اجنادین میں شہید ہوئے ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تھے (ایضاً)

ابوحذیفہ بن عتبہ

بن ربیعہ بن عبد شمس۔ یہ قریش کے رئیس اعظم عتبہ کے بیٹے امیر معاویہؓ کے ماموں اور ابوسفیان بن حربؓ کے سالے تھے۔ دار ارقم سے پہلے ایمان لائے تھے اور بیوی کی بھتیجی اور غلام کے ساتھ حبش گئے تھے۔ ان کے والد اسلام کے سخت دشمن تھے لیکن یہ مسلمان ہوئے تو اپنے والد کے بھی سخت دشمن ہوگئے۔ بدر میں اس کو دیکھ کر تلوار علم کئے دوڑے لیکن وہ بھاگ کھڑا ہوا اور حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا (طبقات ابن سعد ۳/۵۹، ابن خلدون ۲/۳۵)

یہ بدر سے لیکر طائف تک تمام معرکوں میں رسول کریمؐ کے ہمرکاب تھے ۱۲ھ کی مشہور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان کی قرابت حضرت عقیل بن ابی طالبؓ سے تھی وہ ان کے بہنوئی تھے اور ان کی ایک حقیقی اور دوسری چچیری بہن ان کے عقد میں تھی (طبقات ۳/۹، اسد الغابہ ۱۶۰)

فتح مکہ سے پہلے

ذیل میں ان اموی سادات کا تعارف کرایا جا رہا ہے جو فتح مکہ سے قبل ایمان لائے اور ہجرت و جہاد کا شرف حاصل کیا اور بنو ہاشم سے ان کے تعلقات نہایت خوشگوار رہے۔

ابوالعاص بن ربیعؓ

بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس ان کے داماد رسول ہونے کا اعتراف ملا محمد باقر مجلسی نے بھی کیا ہے۔

بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ فاطمہ را بحضرت امیرالمومنین تزویج نمود و زینب را با ابوالعاص بن ربیعہ کہ از بنو امیہ بود و بعثمان بن ربیعہ ام کلثوم و چوں او در تحت نبی مسلمان شد رقیہ را باو تزویج نمود

حضرت جعفر صادقؑ سے بسند صحیح منقول ہے کہ رسول خدا کی چھ اولادیں حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئیں جس میں فاطمہ حضرت علی سے منسوب ہوئیں۔ زینب ابوالعاص اموی کے عقد میں آئیں اور رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے عثمان سے بیاہی گئیں

(حیات القلوب ۲/۸۱۷)

گویا یہ نبی اکرمؐ کے داماد، ام المومنین خدیجہؓ کے بھانجے، عثمانؓ و علیؓ کے ہم زلف تھے

ان گوناگوں قرابت و فضیلت کے باوجود ان کا تذکرہ تقریروں میں ہوتا ہے نہ خطبوں میں، نہ بازاروں میں کیا جاتا ہے نہ خانقاہوں میں۔ کیا اس لیے کہ یہ اموی تھے؟

ابو العاصؓ کا جذبہ خلوص

حضور اکرمؐ کی دو بیٹیاں رقیہؓ اور ام کلثومؓ ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے بالترتیب منسوب تھیں۔ حضور اکرمؐ نے اعلان حق بلند کیا تو عتبہ اور عتیبہ نے حضور کی بیٹیوں کو طلاق دیدی اور ابھی ان کی رخصتی بھی نہ ہوئی تھی۔ اس طلاق کے بعد دشمنوں نے چاہا کہ ابو العاصؓ بھی زینب بنت محمدؐ کو طلاق دیدیں اور اس کے عوض مکہ کی جس کنواری لڑکی سے چاہیں عقد کر لیں۔ مگر ابو العاصؓ راضی نہ ہوئے۔ ترش ہو کر بولے۔

میں محمدؐ مصطفیٰ کی بیٹی کو طلاق نہ دوں گا میں یہ عہد کر چکا ہوں

ذات محمدیؐ کی لخت جگر

ایک بار حضور منبر پر تشریف فرما ہوئے ابو العاصؓ کی تعریفیں کرنے لگے۔ حضورؐ کے اس طرز عمل کا اندازہ تو اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی سے عقد کرنا چاہا تو حضور کو تکلیف ہوئی آپ نے فرمایا:

فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی

پھر آپ نے ابو العاصؓ کا تذکرہ کیا اور ان کی تعریف کرتے ہوئے ان کے اس جذبہ کو سراہا جو انہوں نے زینب سے متعلق کفار قریش سے کیا تھا۔

صحیح بخاری ۵۲۳۰، صحیح مسلم ۲۴۴۹، ابن ہشام ۲/۳۰۸

ہجرت نبوی کے بعد ابو العاصؓ کی ہمدردی اور تعلق کا اندازہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ جب شعب ابو طالب میں بنی ہاشم محصور ہوئے تو ابو العاص اس لیے کہ خوراک پہنچ

کرتے تھے۔ اس کا تذکرہ امامیہ مجتہد سید علی نقی لکھنوی نے بھی کیا ہے (تاریخ اسلام، مطبوعہ امامیہ مشن لکھنؤ)

زینب سے ابوالعاص کی محبت

سیدہ زینب رسول اکرمؐ کی محبوب ترین بیٹی تھیں۔ یہ ایک حادثہ کے سلسلے میں شہید ہوئیں۔ ان کی شہادت سے ابوالعاصؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ انھوں نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ گھر چھوڑ کر میدان جہاد چلے گئے اور یمامہ میں شہید ہو گئے (اکمال فی اسماء رجال ۵۴۲/۱)

ابوالعاصؓ سے زینب سے کئی اولادیں ہوئیں۔ ان میں علیؓ اور امامہؓ بہت مشہور ہیں ان دونوں کو حضور نے اپنی تربیت اور پرورش میں لے لیا تھا۔ خصوصاً امامہؓ کو حضور بہت چاہتے تھے۔ اور فرماتے تھے احبُّ اھلی الیّ میرے اہل بیت میں امامہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے (طبقات ابن سعد ۲۲۷/۸)

علی بن ابی العاص کی شہادت

امامہؓ کے بھائی علیؓ بھی حضورؐ کو بہت محبوب تھے۔ فتح مکہ کے دن حرم کعبہ میں داخل ہوتے وقت حضور اکرم اس نواسہ کو اپنی گود میں لئے ہوئے تھے۔ یہ عہد صدیقی تک زندہ رہے اور معرکہ یرموک میں شہید ہوئے (اسوۂ صحابیات ۹۲/۱ بحوالہ ابن عساکر) عجیب بات ہے حسینؓ بھی رسول اللہؐ کے نواسہ تھے اور علیؓ بھی۔ حسینؓ بھی شہید ہوئے اور علیؓ بھی۔ لیکن پتہ نہیں کیوں علی بن ابوالعاصؓ کی شہادت کو نظرانداز کر دیا گیا۔؟

معاویہ بن ابی سفیان

بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ یہ سادات بنو امیہ میں بڑے مرتبہ والے صحابی ہیں۔

حضور رسالت مآب ان کے بہنوئی، ام المومنین ام حبیبہؓ ان کی بہن، عقیل بن ابی طالبؓ ان کے خالو اور علی اکبرؓ شہید کربلا ان کے بھانجے تھے۔

صحیح بخاری کے مطابق یہ عمرۃ القضیہ کے موقع پر ایمان لائے۔ فتح مکہ کے بعد تمام غزوات میں رسول اکرم صلعم کے ساتھ رہے۔ کتابت وحی کی خدمت انجام دی اور حضور اکرمؐ کے مہمانوں کی میزبانی بھی کرتے رہے۔ ان کے فضائل میں متعدد صحیح روایات ہیں اور یہ وہ صحابی ہیں جن کی مواخات حتات مجاشعیؓ کے ساتھ ہوئی۔

(سیرت ابن ہشام ۲ ۴۴۹؛ ابن خلدون ۲ ۲۷۲)

رسول اللہ سے معاویہ کی محبت

امیر معاویہؓ حضور اکرمؐ کی خدمت سے بہت خوش اور متاثر تھے۔ ان کا یہ تاثر آخر وقت تک باقی رہا چنانچہ بوقت رحلت انہوں نے یزید کو یہ وصیت کی تھی:

مجھے حضور اکرمؐ نے اپنا کرتہ مرحمت فرمایا تھا۔ جسے میں نے کسی دن کے لئے محفوظ رکھا تھا۔ ان کے تراشے ہوئے ناخن شریف اور موئے مبارک بھی شیشی میں محفوظ ہیں۔ مجھے کفن کی جگہ یہی کرتہ پہنا دینا اور ناخن و موئے مبارک آنکھ اور منہ میں بھر دینا۔ ممکن ہے اسی سے کوئی بہتری ہو۔ (ابن خلدون ۳ ۲۰۲، استیعاب ۱ ۲۶۲)

امیر معاویہؓ کے تعلقات حضرت علیؓ سے بہت اچھے تھے واقعہ صفین میں دونوں بزرگ اجتہاد کی بنا پر دست بگریباں ہو چکے تھے۔ ورنہ باہم تعلقات ... ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے کی بات محض ان کے لئے غلط روایات کی شہرت ہے۔

امیر معاویہ کا خلوص حضرت علی کیساتھ

ہم تو دیکھتے ہیں کہ ان میں انتہا درجہ ایمانی خلوص تھا۔ اور وہ میدان صفین میں بھی کارفرما تھا۔ ابن کثیر کی روایت ہے کہ عین میدان جنگ میں جب علی و معاویہ کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں ایک عیسائی بادشاہ نے امیر معاویہ سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے حضرت علی کے خلاف ان کی حمایت کا وعدہ کیا لیکن معاویہ کی ایمانی قوت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ اپنے مومن بھائی کو شکست دینے کیلئے کافر کی حمایت حاصل کریں۔ انھوں نے خط کے جواب میں اس کو ڈانٹا۔

"مجھے تیرا وہ خط ملا جس میں تو نے مجھے اپنے پاس بلایا اور میرے بھائی (علی مرتضیٰ) کے خلاف میری حمایت کا وعدہ کیا۔ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اپنے ساتھی (علیؓ) کے ہمراہ تیرے خلاف جنگ کرنے کو تیار ہوں اور اگر علی مرتضیٰؓ تیرے مقابلہ میں فوج لیکر نکلیں گے تو میں اپنی فوج کے پہلے دستہ میں لڑونگا۔ اور تجھے زمین سے جڑ کی طرح اکھیڑ کر نیست و نابود کردوں گا (البدایہ ۸۔ ۱۰۹)

اشداء علی الکفار کی تفسیر

واقعی یہ لوگ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی صحیح تفسیر تھے۔ اور بیشک یہ کافروں کیلئے سخت اور مومنوں کیلئے نرم تھے۔

علیؓ و معاویہؓ میں فرق مراتب

یہ صحیح ہے کہ امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تھے لیکن ان کا دعویٰ یہ نہیں تھا کہ میں مرتبہ و بزرگی میں ان کے برابر ہوں۔ انھوں نے جنگ شروع ہونے

سے پہلے منہ بھیجا تھا۔

"مجھے اس کا دعویٰ نہیں ہے کہ میں فضیلت و بزرگی میں آپ کے برابر ہوں۔ میں تو صرف خون عثمانؓ کے قصاص کا طالب ہوں (نہج البلاغہ شرح میثم بحرانی ۱/۱۰۳)

دو حضرت معاویہؓ کا یہ مطالبہ اپنے اندر بڑی جاذبیت رکھتا تھا۔ خود حضرت علیؓ اس معاملہ کی نزاکت سے باخبر تھے۔ آپ نے ایک موقع پر اپنے مخصوص لوگوں کے سامنے اس کا اعتراف کیا تھا۔

"میں اس معاملہ کی نزاکت سے بے خبر نہیں ہوں۔ لیکن قاتلین کو سزا دینے کی طاقت کہاں سے لاؤں۔ یہ سب تمہارے درمیان موجود ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں تم سے کرا لیتے ہیں (نہج البلاغہ ۲/۱۲۰)

حضرت علیؓ کا قتل امیر معاویہؓ کو منظور نہیں

صفین کی جنگ پورے شباب پر تھی۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم تھا دوست و دشمن میں کوئی تمیز باقی نہ تھی کہ ایسے ماحول میں اچانک حضرت علیؓ ایک شامی کی زد میں آگئے۔ شامی نے چاہا کہ تیر چلا دیں مگر امیر معاویہ سامنے آگئے۔ اس نے کہا۔ یہ کیا۔ بولے علیؓ کا قتل مجھے منظور نہیں۔ (خلفائے راشدین ۲۶۸ مطبوعہ لکھنو)

علیؓ و معاویہؓ میں مصالحت

صفین کے بعد بعض چھوٹی موٹی لڑائیاں ہوئیں لیکن بے نتیجہ۔ آخر ایک دن حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو لکھا

"ابن عم۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب صلح کر لینا چاہیے ... ہے پاس شام و مصر

رہیں، اور آپ کے پاس حجاز و یمن، عراق و فارس اور کرمان۔ نہ آپ مجھ پر حملہ کریں اور نہ میں آپ پر۔

حضرت علیؓ راضی ہو گئے، معاہدۂ صلح لکھا گیا، اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ چین سے بیٹھ گئے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ۳ ۲۲۶، تاریخ ذہبی ۲ ۱، ۲)

حضرت علیؓ کی علمی فضیلت

مصالحت کے بعد اگر کدورت تھی بھی تو وہ صاف ہو گئی۔ اس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ کسی نے امیر معاویہؓ سے کوئی اہم مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے کہا جاؤ علی مرتضیٰ سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا میں تو آپ سے پوچھوں گا اس پر معاویہؓ غضبناک ہو کر بولے۔

"تو ایسے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔ جسے اللہ کے رسولؐ نے علم سے بھر دیا ہو (الریاض النضرہ ۲ ۱۰۹ مناقب امیر المومنین بحوالہ مسند احمد)

مصالحت کے بعد حضرت علیؓ زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہے، اور اپنے ایک باغی مرید ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ یہ خبر معاویہؓ کو ملی تو وہ زار زار رونے لگے بیوی نے کہا، آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔

"... ان سے لڑتے بھی تھے۔ ان کے لئے روتے بھی ہیں۔ فرمایا۔ تمہیں کیا خبر آج دنیا کا سب سے بڑا عالم چل بسا (البدایہ والنہایہ ۹ ۱۳۰)

حضرت علیؓ کیلئے امیر معاویہؓ کی دعا

شرح نہج البلاغہ میں تو یہ روایت بھی ملی ہے کہ وفات کی خبر سن کر حضرت معاویہؓ نے خوشنما خطبہ دیا، اس میں حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا۔

"خدا ابوالحسنؓ (حضرت علیؓ) پر باران رحمت نازل فرمائے کہ وہ خدا کی بندگی میں سابقین پر سبقت لے گئے۔ اور لاحقین میں کوئی ایسا نہیں جو ان کے درجۂ فضیلت تک پہونچ سکے۔

(شرح نہج البلاغہ ۱/۱۰۳)

ایک مرتبہ ضرار بن حمزہؓ جو حضرت علیؓ کے ہوا خواہوں میں تھے دمشق آئے حضرت معاویہ نے ان سے فرمائش کی کہ حضرت علیؓ کے فضائل بیان کریں۔ انھوں نے معذرت کی۔ امیر معاویہؓ نے اصرار کیا۔ جب اصرار زیادہ بڑھا تو وہ کھڑے ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بڑی فصیح اور جامع تقریر کی تقریر اتنی موثر تھی کہ معاویہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دیر تک بہتے ہی رہے، جب حالت قابو میں ہوئی تو انھوں نے فرمایا۔

خدا کی قسم! اے ابوالحسن (علی مرتضیٰؓ) آپ پر خدا کی رحمت۔ آپ واقعی ایسے تھے بلکہ اس سے بھی اچھے۔ اور کہیں زیادہ اچھے (الریاض النظرہ ۲/۲۱۲، ابن عساکر ۴/۲۰۹)

یہ ان معاویہ بن ابی سفیانؓ کے اقوال و احوال ہیں جنہیں حضرت علیؓ اور خاندان بنو ہاشم کا سب سے بڑا دشمن کہا جاتا ہے۔

معاویہؓ کی برائی علیؓ کو پسند نہیں

مشہور ہے کہ حضرت علیؓ ہر نماز کے بعد معاویہ پر لعنتیں بھیجا کرتے تھے اور جب یہ خبر معاویہؓ تک پہونچی تو وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے علیؓ ہوں یا معاویہؓ دونوں ایک دوسرے کیلئے رحمت و مغفرت کی دعائیں کیں

کرتے تھے۔ خود برا کہنا تو در کنار دوسروں کے منہ سے برائی سننا تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ صفین کے بعد کچھ لوگ امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہنے لگے تو حضرت علیؓ نے فرمایا:

”معاویہؓ کو برا نہ کہو۔ وہ جس وقت تمہارے درمیان سے اٹھ جائیں گے۔ تم دیکھو گے کہ بہت سے سرتن سے جدا کیے جائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء ۲۱۸، بحوالہ ابن عساکر)

امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کے بھائی

بعض مفسد اور ابن سبا کی جماعت والے اہل شام حضرت معاویہ کو کافر یا فاسق تک کہہ دیا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کو خبر ملی تو فرمایا۔

وہ معاویہ میرے بھائی ہیں۔ کافر یا فاسق نہیں ہیں (مکتوبات مجددؒ ۲/۵۴)

اور اس پر بھی لوگ باز نہ آئے تو امیر المومنین حضرت علیؓ نے ایک گشتی فرمان جاری کیا جو ان دونوں بزرگوں کے معاملے میں ایک دستاویز ہے۔ وہ فرمان یہ تھا۔

”ہمارے معاملہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ہمارا اور اہل شام (معاویہ) کا مقابلہ ہوا ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک۔ ان کا اور ہمارا اسلام یکساں۔ اللہ و رسول کی تصدیق میں نہ ہم اپنے کو ان سے زیادہ کہتے ہیں اور نہ وہ اپنے کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ غرض ساری باتیں ایک ہی ہیں۔ ہاں۔ خون عثمانؓ کے بارے میں ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہے اور ہم اس سے بری ہیں (نہج البلاغہ ۲/۱۲۵)

حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ کے مقتولین جنتی

ایک موقع پر حضرت علی نے یہاں تک فرمادیا تھا!

قتلانا وقتلاھم فی الجنۃ — ہمارے اور معاویہؓ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں (کنز العمال ۶/۸۷ بحوالہ طبرانی)

اب ان کی باہمی قرابتوں پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ حضرت معاویہؓ کی پھوپھی ام جمیل حضرت علیؓ کی چچی تھیں۔ اور حضرت علیؓ کی پھوپھی صفیہؓ حضرت معاویہ کی دادی یہ رشتے جاہلیت کے ہیں۔ زمانۂ اسلام میں بھی رشتے ہوئے خصوصاً صفین اور کربلا کے بعد جن کا تذکرہ دوسرے ابواب میں آتا رہے گا۔

اولاد علی کے ساتھ امیر معاویہ کی محبت:

حضرت معاویہؓ نہ صرف یہ کہ حضرت علی مرتضیٰؓ سے محبت و مروت رکھتے تھے بلکہ ان کی اولاد وامجاد اور بھائی بھتیجوں کو بھی چاہتے تھے۔ ابن کثیر کی روایت ہے کہ معاویہؓ کی خلافت مکمل ہو گئی تو حسینؓ اپنے بھائی حسنؓ کے ساتھ انکے پاس جایا کرتے اور وہ ان کی بڑی عزت کرتے، مرحبا کہتے اور عطیات دیتے اور

جزیلا وقد اطلق لھما فی یوم واحد مائتی الف — ایک ایک دن میں انکو دو دو لاکھ درہم عطا کرتے (البدایہ ۸/۱۵۰)

شیعی مورخ ابن الحدید تو یہاں تک لکھ گئے ہیں

و معویہ اول رجل فی الارض وھب الف الف درھم — معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے جو حسنؓ حسینؓ کو دس دس لاکھ درہم سالانہ دیا کرتے تھے

(ناسخ التواریخ ۶/۷۸، ابن الحدید ۲۲۳/۰، تاریخ الامت ۲/۰)

نسبی اعتبار سے افضل تر کون؟

ایک مرتبہ اشراف قریش کی مجلس میں حضرت معاویہؓ سوال کر بیٹھے. وہ کون ہے جو تم میں نسبی اعتبار سے بزرگ ترین ہو. کسی نے جواب دیا حسن ابن علیؓ. فرمایا سچ کہتے ہو. المحاسن والاضداد، ۱۲۹،

ایک مرتبہ حضرت حسن مجتبیٰ کی موجودگی میں کسی نے حضرت معاویہؓ سے کہا. آپ اپنے فضائل بیان کریں. حضرت معاویہؓ نے جواب دیا.

یہ مناسب نہیں کہ رسول اللہؐ کے نواسے، جوانان جنت کے سردار، سیدہ فاطمہ زہراؓ کے فرزند کے ہوتے ہوئے میں اپنی فضیلت بیان کروں. (ایضاً)

حضرت حسین کے متعلق حضرت معاویہ کی وصیت

حسن مجتبیٰ کی طرح حضرت حسین کا بھی حضرت معاویہؓ خاص لحاظ رکھتے تھے. ان کے متعلق اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی:

حسینؓ سادہ لوح اور بھولے ہیں. اہل کوفہ ان کو تمہارے خلاف بھڑکائیں گے یاد رکھو. وہ تمہارے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور ان پر تمکو قابو حاصل ہو جائے تو درگذر سے کام لینا. عزت و تکریم سے پیش آنا. وہ رسول اللہؐ کے فرزند اور تمہارے قرابتدار ہیں (طبری ۶/۱۹۰، ابن خلدون ۳/۵۷، عیون الاخبار، ۲۶۱،

حضرت حسین امیر معاویہ کے داماد

رشتہ کے لحاظ سے حضرت حسین امیر معاویہ کے داماد ہوتے تھے. لیلیٰ بنت مرہ حضرت معاویہ کی بھانجی ان کے عقد میں تھیں. ان سے علی اکبرؓ تولد ہوئے تھے

(مقاتل الطالبین ۱۰۸، شہدائے کربلا ۳/۱۰۶ امامیہ مشن لکھنؤ)

حضرتِ معاویہ کے اخلاق کریمانہ سے حسنؓ حسینؓ بہت متاثر تھے۔ خصوصاً جناب حسن مجتبیٰؓ۔ چنانچہ حضرتِ معاویہؓ نے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کیا تو انھوں نے اس کی تائید کی تھی۔ اور اپنے والد سے عرض کیا تھا۔

ابا خدا کی قسم! معاویہؓ آپ کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اس لئے کہ جو مظلوم قتل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ورثہ کو قوت عطا کر دیتا ہے۔ (تاریخ اسلام ۲/۲۴۰، مطبوعہ دارالترجمہ دکن)

امیرِ معاویہ حسن مجتبیٰ کی نظر میں:

اور جب حضرت حسنؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے اہل کوفہ سے کہا

وان علیاً ابی کان یقول — میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ

لا تکرھوا امارة معاویة — تم معاویہؓ کی امارت قبول کرنے سے

کراہت مت کرو۔ (البدایہ ۸/۱۳۱، ابن الحدید ۳/۸۳۶، ازالۃ الخفا ۲/۲۹۲)

امیر معاویہؓ حسن مجتبیٰ کی نظر میں

امیرالمومنین حسن ابن علیؓ کے یہ الفاظ کوفہ کے شیعہ کس طرح سنن گوارا کرتے وہ تاک میں لگ گئے چنانچہ موقع پر ایک دن حملہ کر دیا۔ آپ کا مال واسباب جو تھا لوٹ لیا اور کنیزوں کی حرمتی کی۔ یہاں تک کہ آپ کو نیزہ بھی مارا۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ حضرت حسنؓ بستر علالت پر شدت درد سے کراہ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

واللہ معاویۃ خیر لی من ھوءلاء — خدا کی قسم! معاویہؓ کو اپنے لئے ان لوگوں سے

يزعمون انهم لي شيعة
ابتغوا قتلي وابتغوا ثقلي
واخذوا مالي والله
لان اخذ من معاوية عهدا
احقن به دمي وامن به في اهلي
خير من ان يقتلوني
فيتضيع اهل بيتي واهلي
والله لو قاتلت معاوية لاخذوا
بعنقي حتى يدفعوني اليه سلما
والله لان اسالمه وانا عزيز
خير من ان يقتلني.

بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو شیعہ کہتے ہیں۔
انھوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا، میرے
اسباب لوٹے، میرا مال لیا۔ اللہ کی قسم
میں معاویہ سے کوئی معاہدہ کر لوں جس سے
میری جان اور میرے اہلبیت کی حفاظت
ہو جائے اس سے بہتر ہے کہ شیعہ مجھے قتل
کر دیں یا میرے متعلقین ضائع ہو جائیں۔
بخدا اگر میں معاویہ سے لڑتا تو یہ میری گردن
پکڑ کر معاویہ کے حوالہ کر دیتے۔ اللہ کی
قسم تو معاویہ سے صلح کر لینا اس سے بہتر
ہے کہ شیعہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر دیں

(احتجاج ج ۲ ص ۱۰۸، جلاء العیون ملخصاً)

اس حادثہ کے بعد حضرت حسنؓ نے جناب امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی اور جب تک زندہ رہے ان سے خوش اور ان کے دشمنوں سے ناراض رہے۔ ابن عبد البر نے الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت معاویہؓ کو جہنمی کہدیا تو حضرت حسنؓ بے ساختہ بول اٹھے۔

"جو معاویہ کو جہنمی کہے اس پر خدا کی لعنت"۔

قصہ حضرت حسنؓ کی زہر خوانی کا:

کہا جاتا ہے کہ امیر معاویہ یا ان کے لڑکے یزید کے ایما پر جعدہ بنت اشعث نے

حضرت حسنؓ کو زہر دیا تھا۔ اس روایت کو شیعی مورخ مسعودی متوفی ۳۴۵ھ نے پہلی بار اپنی کتاب مروج الذہب میں لفظ قیل کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے بعد دوسرے مورخین اسی کتاب سے نقل در نقل کرتے چلے گئے ہیں سوائے ابن خلدون کے چنانچہ ابن خلدون کی تحقیق ہے کہ یہ روایت

فھو من احادیث الشیعۃ لمعاویۃ شیعوں کی بنائی ہوئی ہے۔ حاشا معاویہ من ذالک کی ذات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

(ابن خلدون ۲/۱۸۲)

میں کہتا ہوں بنائی ہوئی نہ ہو تب بھی حضرت حسنؓ کی بیوی مجرم ہے نہ کہ حضرت معاویہؓ۔ کیونکہ کے باپ کوفہ کے سردار۔ حضرت علیؓ کے شیعہ اور سالار لشکر تھے۔ آخر یہ کیسے شیعہ تھے؟

مزے کی بات تو یہ ہے کہ حضرت حسنؓ نے آخر وقت تک زہر دینے والے کا نام نہیں بتلایا۔ اس پر مورخین کا اجماع ہے۔ لیکن یہی مورخین اس اجماع کے باوجود لکھتے ہیں کہ فلاں کے ایما پر فلاں نے زہر دیا تھا۔

حضرت حسنؓ کی رحلت پر حضرت معاویہؓ کی تعزیت

بہیں تو ان ہی مورخوں کی کتابوں میں بعض روایت اس کے خلاف ملی ہے کہ حضرت حسنؓ کا انتقال زہر سے ہوا ہی نہیں[1]۔ اور یہ کہ حضرت حسنؓ کے انتقال کی خبر سن کر

---

[1] مصری مورخ عمر ابو نصر کی تحقیق ہے۔ بعض مورخ نے لکھا ہے کہ حضرت حسن کو زہر دیا گیا تھا لیکن دوسرے لوگوں نے لکھا ہے کہ ان کی وفات مرض سل سے ہوئی (آل محمد کربلا میں۔ر،ح)

حضرت معاویہ رنجیدہ ہوئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت حسنؓ کے چچا عبداللہ ابن عباسؓ دمشق ہی میں حضرت معاویہ کے پاس مقیم تھے۔ آپ نے ان کے سامنے اپنے رنج وغم کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

اجرك الله ابا العباس في ابي محمد الحسن بن علي

اے ابن عباسؓ! خدا تمہیں ابو محمد حسن مجتبیٰ کی رحلت پر اجر عظیم عطا فرمائے۔

(کتاب البنیان ۲/۱۸)

ابن کثیر کی روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہ کے حکم سے یزید نے تعزیتی کلمات ادا کئے تھے۔

رحم الله ابا محمد واوسع له الرحمة وافسحها واعظم الله اجرك واحسن عزاءك عن مصابك هو خير لك ثواب وخير عقبى

خدا ابو محمد حسن پر رحم فرمائے اور ان کے لئے رحمت کی چادر کشادہ کر دے اور آپ کے اجر کو بڑھائے اور آپ کو صبر جمیل دے اور آپکے مصائب کا ایسا بدلہ دے جو ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہترین ہو۔

(البدایہ ۸/۱۳۰)

حضرت حسنؓ کی طرح حضرت حسینؓ بھی جناب امیر معاویہؓ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے ایک بار انہوں نے جامع دمشق میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:

"اے لوگو خدا سے ڈرو [illegible] کہتے ہوا خشک کے دن آئیں وہ [illegible]۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا بھتیجے آل محمد کے گروہ میں کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جو ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور آپ کو

گالی نہیں دیتے (ابن عساکر ۴/۳۱۲)

ابن الحنفیہ امیر معاویہ کی نظر میں

حضرت حسینؓ کے ایک بھائی محمد بن علیؓ (حنفیہ) تھے۔ حضرت معاویہؓ ان کی منزلت کا بھی لحاظ کرتے اور ان کے متعلق فرماتے

"اکابر قریش میں محمد بن علیؓ (حنفیہ) سے زیادہ بردبار، زیادہ عالم، زیادہ سنجیدہ مزاج، غرور و عیش اور آلودگی سے زیادہ پاک وصاف کوئی دوسرا نہیں (انساب الاشراف بلاذری)

ابن الحنفیہ بھی حضرت معاویہؓ کا لحاظ فرماتے اور ان کی باتوں کو مان لیا کرتے بلاذری نے لکھا ہے کہ امیر معاویہؓ نے ولیعہدی یزید کی بیعت لی تو ابن الحنفیہ نے بیعت کرلی

(ایضاً رسالہ برہان اپریل ۱۹۶۰ء)

آل ہاشم سے افضل کوئی نہیں

حضرت معاویہؓ کا برتاؤ نہ صرف یہ کہ اولاد علیؓ کیلیے مخصوص تھا بلکہ تمام بنو ہاشم اور آل ابی طالب و اہل بیت کرام کیلیے عام تھا ور وہ بھی اس نظریے کے تحت کہ آل ہاشم ہم سب سے افضل ہیں چنانچہ امیر معاویہؓ بغیر کسی عصبیت کے فرمایا کرتے تھے۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بنو ہاشم سے افضل کوئی نہیں"

(البدایہ والنہایہ ۸/ ۱۳۹)

اب ہم آپ کی ملاقات ان لوگوں سے کرانا چاہتے ہیں جو سادات بنو ہاشم و شیوخ اہل بیت میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں جیسے عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ ابن جعفرؓ وغیرہ۔

تعارف عبداللہ ابن عباسؓ

یہ حضور اکرمؐ کے چچا عباس بن عبد مطلب کے صاحبزادے ہیں گویا حضور اکرمؐ اور حضرت علیؓ کے چچیرے بھائی تھے ان کو لقب مفسر قرآن اور حبر الامت تھا۔ اکابر صحابہ میں بڑے متقی۔ بڑے پرہیزگار، اور بڑے ہی دانشمند بزرگ تھے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کے بڑے طرفدار اور مخلص حامیوں میں تھے جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے خلاف دس ہزار کا لشکر لیکر آئے تھے ور میدان جنگ سے اجتماع تحکیم تک حضرت علی کی تائید اور حضرت معاویہ کی مخالفت میں سرگرم عمل رہے تھے

معاویہ کی معزولی مناسب نہیں

لیکن جہانتک امیر معاویہ کی معزولی کا سوال ہے ان کی رائے حضرت علیؓ کے خلاف تھی انھوں نے صاف کہدیا تھا۔

"معاویہ کی معزولی مناسب نہیں ہے۔ آپ پہلے ان کو طرفدار بنانے کی کوشش کیجئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں چاہتا ہوں معاویہ کو معزول کر کے ان کی جگہ تم کو عامل بنا دوں۔ ابن عباسؓ نے کہا میں معاویہ کے ہوتے ہوئے شام کا عامل بننا پسند نہیں کرتا (کامل ابن اثیر ۳/۷۷، اخبار الطوال ۱۵۱)

معاویہ کو مطالبہ قصاص کا حق

امیر معاویہ نے خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا تو ابن عباس نے اس کی بھی تائید کی اور فرمایا

"معاویہ بن قصاص کا حق رکھتے ہیں وہ عثمان کے ولی ہیں پھر استدلال میں یہ آیت پڑھی ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطانا

فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا ۔ اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک (ہم نے اس کے وارث کو حق دیا ہے)

تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ۔ ضرور اس کی مدد ہوگی ۔ اور حضرت علیؓ سے یہ بھی عرض کیا کہ ۔ اگر آپ نے خون عثمان کا فیصلہ نہ لیا تو وہ (معاویہ) ایک نہ ایک دن ملک کے مالک ہو جائینگے (تطہیر الجنان ۱/۱۱۲ ، ابن حجر مکی)

ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے ہاشمی بزرگوں کے مقابل حضرت ابن عباسؓ کا موقف جناب معاویہؓ کے حق میں زیادہ نرم اور زیادہ صلح کن ہے ۔ چنانچہ راویان تاریخ بتاتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی حضرت معاویہؓ سے کچھ اس طرح مل جل گئے تھے جیسے ان لوگوں میں کچھ ہوا ہی نہیں ۔ اور اگر کچھ ہوا بھی تھا تو وہ اختلاف رائے یا کسی غلط فہمی کے سبب جیسے ماں جائی کی لڑائی کہ لڑے جھگڑے پھر ایک ہوگئے ۔

لوگوں کے دل صاف ہو گئے

اصل یہی بات تھی ۔ لڑائی کے بعد ان لوگوں کا دل صاف ہو گیا تھا ۔ اور صاف نہ ہوتا تو صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کی زبان سے امیر معاویہؓ کی شان میں ہمیں یہ روایت بھی نہ ملتی کہ ایک مرتبہ کسی نے امیر معاویہ کے ، جنہوں نے پر نکتہ چینی کی تو ابن عباسؓ بول اٹھے " معاویہ کو کچھ نہ کہو ۔ وہ رسول اللہ کے صحابی ہیں ۔ فقیہ اور مجتہد ہیں ۔"

(صحیح بخاری ۱/۵۳۱ ، ترمذی ۱/۱۸۲)

ابن عباسؓ کی زبان پر معاویہؓ کی مدح ،

ایک مرتبہ ابن عباس دمشق سے واپس آئے تو اشراف مدینہ کے سامنے امیر معاویہؓ کے

تعریفیں کرنے لگے۔ وہاں ایک کوئی کھڑا تھا جل کر بولا۔ آپ جگر خوار (ہندہ)
کے بیٹے کی تعریف کر رہے ہیں۔

ابن عباسؓ کو یہ بات لگ گئی۔ مگر بڑے ہی سنجیدہ ہو کر بولے

"امیں ایسا نہ کہو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ راتوں کو اٹھ کر
خدا کے حضور میں پیشانی رگڑتے ہیں (ذ موس الصفیاء ۲ ۱۴۲)

اسی طرح ایک دوسری روایت ہے کہ ابن عباس دمشق سے واپس آئے تو لوگوں سے کہنے لگے
"بھئی معاویہؓ کا حلم ان کے غضب پر اور فیاضی ان کے بخل پر غالب ہے، وہ
صلہ رحمی کرتے ہیں، قطع نہیں کرتے۔ لوگوں کو ملتے ہیں، جدا نہیں کرتے، میرے
ساتھ ان کے تمام معاملات درست رہے اور انتہائی درست (عقد الفرید ۲ ۲۴۵)

ابن عباسؓ امیر معاویہؓ کے حلم و کرم ہی کے معترف نہیں ان کی صلاحیت جہانبانی
کے بھی معترف تھے، وہ برملا [illegible] کیا کرتے تھے۔

مَا رَأیتُ احداً اخلق بِالملکِ من معاویۃ — معاویہ سے زیادہ حکومت کیلئے کوئی موزوں نہیں۔

(طبری ۶، ۲۱۵، بدایہ ۸، ۱۳۵، اصابہ ۳/ ۴۱۳)

خلفائے راشدین کے بعد امیر معاویہؓ

ابن عباسؓ کی مخلصانہ محبت کا مزید اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ
انھوں نے امیر معاویہؓ کے انتقال کی خبر سنی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور حاضرین
کے سامنے تعزیت کے طور پر یہ تقریر کی۔

اللّٰھم اوسع لمعاویۃ اما واللّٰہ — اے اللہ معاویہ پر اپنی رحمت نازل فرما

ما كان مثل من قبله ولا يأتي بعده مثله وان ابنه يزيد من صالحي اهله فالزموا مجالسكم واعطوا طاعتكم وبيعتكم

بخدا وہ (معاویہ) ان لوگوں کی طرح تو نہ تھے جو ان سے پہلے گزر گئے، پھر بھی انکے بعد اب انکے مثل کوئی نہیں۔ اور ان کے فرزند اپنے خاندان کے نیک لوگوں میں ہیں۔ تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنا اور اطاعت کرنا اور بیعت کرنا۔ (بلاذری ج ۴/ص ۴)

یہ اقوال اس ہاشمی کے ہیں جسے بنو امیہ اور خصوصاً امیر معاویہؓ کا حریف اور دشمن کہا جاتا ہے۔ ابن عباس نہ معاویہؓ کے حریف تھے اور نہ معاویہ ابن عباسؓ کے دشمن۔ حضرت معاویہؓ تو حضرت ابن عباس کی قدر کرتے تھے اور پچھلی تمام باتوں کو بھلا کر (جب یہ دمشق جاتے تو) وہ ان کا خیر مقدم کرتے، شیعی مورخ ابن الطقطقی نے لکھا ہے۔

"امیر معاویہؓ نہایت حلیم اور بردبار تھے۔ انھوں نے پچھلے تمام واقعات بھلا دیئے اور جب ابن عباس معاویہ کے پاس گئے تو انھوں نے ابن عباس کا خیر مقدم کیا اور انکے وظائف مقرر کیے اور اس کے علاوہ برابر نذرانے وعطیے دیتے رہے۔" (الفخری ۱/ ۹۴)

ایک دوسرے شیعی مورخ ابن الحدید نے لکھا ہے کہ معاویہ پہلے شخص ہیں جو ابن عباس کو دس لاکھ سالانہ دیا کرتے تھے (شرح ابن الحدید ۲/ ۸۲۲)

ابن عباس کی تعظیم

علامہ اسلم جیراجپوری نے ابن عباسؓ اور امیر معاویہؓ کے تعلقات پر

درج کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"امیر معاویہؓ اپنے زمانہ میں ابن عباسؓ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہی محبت کرتے تھے جو ابو سفیانؓ کو عباسؓ کے ساتھ تھی" (تاریخ الامت ۴، ۷)

تعارف عبداللہؓ ابن جعفرؓ

یہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی جعفر طیارؓ کے فرزند اور آغوش نبوت کے پروردہ تھے جناب فاطمہؓ کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کے شوہر اور حسنؓ و حسینؓ کے بہنوئی تھے۔

عبداللہؓ بڑے پرہیزگار، بڑے خدا ترس، بڑے فیاض اور دریا دل تھے۔ ان کے متعلق حضور کا یہ ارشاد ان کی فضیلت کو واضح کرتا ہے کہ عبداللہ صورت اور سیرت میں ہمارے مشابہ ہے (اصابہ ذکر عبداللہ ابن جعفر)

ابن عباسؓ کی طرح یہ بھی صفین میں دس ہزار پر امیر لشکر تھے۔ اور آخر تک حضرت علیؓ کے مددگار و وفادار رہے۔ لیکن مسلمانوں کے اختلاف اور خونریزی کو دیکھ کر ان کے صلح پسند دل نے دستبرداری خلافت کے وقت جناب حسن مجتبیٰ کی تائید کی تھی، اور امیر معاویہؓ سے صلح کر لینے کا پرزور مشورہ دیا تھا۔

ابن جعفرؓ سے معاویہؓ کے تعلقات

اس صلح کے بعد جناب عبداللہ نے امیر معاویہ سے بڑے خوشگوار تعلقات قائم کئے۔ چنانچہ آپ برابر ان کے پاس جاتے اور مہینہ مہینہ بھر دمشق میں رہ جاتے، شیعی نساب صاحب عمدۃ الطالب نے لکھا ہے

"ایک مرتبہ حضرت ابن جعفرؓ معاویہؓ کے ہاں مقیم تھے کہ ان کی اہلیہ کے بچہ تولد ہوا۔ یہ خبر دربار میں آئی تو معاویہؓ نے (خوشی میں) تین لاکھ یا دس لاکھ درہم عبداللہ ابن جعفرؓ کو عطا کئے۔ ابن جعفرؓ نے اس بچہ کا نام معاویہ رکھا اور اس سے ابن جعفر کی نسل چلی۔

(عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ۱۹۷/۰ جلد، جنبین ۱۸۶/۰)

مزید تعلق کا اندازہ امام ابن حزم کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ ... یزید نے امارت حج کی خدمت انجام دینے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کی تو اس موقع پر حضرت ابن جعفر نے اپنی ایک صاحبزادی سیدہ ... کا عقد ... کے ساتھ کر دیا۔ (جمہرۃ الانساب ۶۲)

حضرت عقیل، حضرت معاویہؓ کے ساتھ

حضرت ابن جعفرؓ کے بڑے والد عقیل بن ابی طالبؓ جو حضرت ... میں بیس سال بڑے تھے، صفین میں حضرت معاویہؓ کا ... تھے۔ قدیم مورخ ابن قتیبہ نے لکھا ہے۔

"عقیلؓ نے اپنے بھائی علیؓ کو چھوڑ کر معاویہؓ کا ساتھ دیا تھا اور ان کی ہی خلافت میں انتقال فرمایا تھا (کتاب المعارف ۱۲۴/۱)

شیعی مورخ صاحب عمدۃ الطالب نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

وفارق عقیل اخاہ علیا امیر المومنین فی ایام خلافتہ وہرب الی معاویۃ وشہد	(عقیل اپنے بھائی امیر المومنین علی مرتضیٰؓ سے ان کے دور خلافت میں الگ ہو کر معاویہؓ کے پاس شام چلے گئے اور

صفین معہ غیرانہ لکریقاتل   صفین کی جنگ میں معاویہؓ ہی کے ساتھ نکلے تھے (عمدۃ الطالب ۱۵/۰، مجالس المومنین ۸۴/۰)

عقیل بن ابی طالبؓ کی بزرگی

جناب عقیل کبر صحابہ میں ہیں ۸ ھ میں ایمان لائے، ہجرت کی اور جہاد میں شریک ہوئے حضور ان سے آخر تک خوش رہے۔ ان کو دعائیں دیں اور ان سے جو چچیرے بھائی کا رشتہ تھا اس کا ہمیشہ احترام کیا۔ ان محاسن کے باوجود ان پر طنز کیا جاتا ہے کہ یہ حریص اور لالچی تھے۔ تھوڑے سے روپیوں کی خاطر علی کو چھوڑ کر معاویہؓ سے مل گئے تھے۔ لیکن اس قسم کی روایات ان کو بدنام کرنے کیلئے وضع کی گئیں ہیں جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر اور علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے۔ ابن اثیر کا مضمون یہ ہے۔

"عقیل بن ابی طالب پر لوگ جھوٹے بیان کا افترا باندھتے تھے اور وہ اس لئے کہ یہ حضرت علیؓ سے جدا ہو کر حضرت معاویہ سے مل گئے تھے (اسد الغابہ ۲۸۵/۶)

ان کے ملنے کی وجہ کیا تھی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے۔

"حضرت علیؓ نے اپنے بھائی عقیل کو چھوڑ دیا اور ان کے عطیہ کو اسقدر گھٹایا کہ جنگ صفین کے موقع پر وہ معاویہ کے پاس چلے گئے (تحفہ ۵۰۴/۰)

فتح مکہ کے بعد

ابو سفیان بن حرب

بن امیہ بن عبد شمس: یہ فتح مکہ سے دو روز قبل ایمان لائے جنین وطائف کے غزوات میں شریک ہوئے۔ طائف میں ان کی خدمات دیکھ کر حضور اکرمؐ نے ان کو وہاں کا تحصیلدار مقرر فرمایا۔ پھر نجران کا جو عیسائیوں کا مرکزی مقام تھا عامل بنا کر بھیجا۔ حضرت ابو سفیانؓ اس منصب پر آخر عہد رسالت تک فائز رہے۔ فتوحات شام میں ان کے کارنامے بہت ہی درخشاں اور تابناک ہیں۔ یہ مسلمانوں کے نقیب اعظم تھے اور ان کا یہ نعرہ یا نصر اللہ اقترب۔ اے نصرت خداوندی قریب ہو۔ مسلمانوں کے لئے تالیف قلب کا باعث بنا ہوا تھا اس جنگ میں ان کی بائیں آنکھ شہید ہوئی اور طائف میں دائیں شہید ہو چکی تھی طائف کے موقع پر حضور نے فرمایا تھا آپ کی آنکھ کیلئے دعا کروں یا جنت کیلئے بولے۔ جنت کیلئے (اصابہ فی تمیز الصحابہ ۲ ۲۲۸)

ابو سفیان کی اسلام دشمنی

ابو سفیان بن حرب بیس سال اسلام کے دشمن رہے اور بیس ہی سال دوست ان کی زندگی کا سب سے تاریک پہلو یہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ کو ستایا اور ان کے مقابلہ میں آمادہ جنگ ہوئے لیکن ابو جہل اور ابو لہب سے کم کم

بہرحال ایمان لائے اور اسلام کی راہ میں قربانیاں پیش کیں جاہلیت کے دور میں اسلام کیلئے تو نہیں مگر محمد (صلعم) کیلئے ان کے خلوص و محبت سے متعلق بعض روایات ملتی ہیں مثلاً ایک بار یہ کہیں جا رہے تھے سامنے سے حضور اکرمؐ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں اور بیٹے معاویہ بھی تھے۔ انھوں نے بیٹے سے کہا سواری سے اتر جاؤ محمد (صلعم) کو بیٹھنے دو۔ معاویہ اتر گئے اور ابو سفیان کے اصرار پر حضور اکرمؐ سوار ہو گئے اور ابو سفیان سے فرمانے لگے۔

خدا کی قسم! ایک دن تم کو موت آئیگی۔ پھر زندہ کیا جائیگا، اس دن مسلمان جنت کی طرف جا رہے ہوں گے اور کافر جہنم کیطرف یہ حق بات ہے جو میں نے تم سے کہی ہے۔

حضور کے یہ الفاظ سنکر ابو سفیان کی بیوی ہند نے کہا خدا کی پناہ، یہ تو ساحر اور جھوٹے ہیں۔ ابو سفیان بولے۔

"یہ مت کہو۔ خدا کی قسم! محمدؐ نہ تو ساحر ہیں، ورنہ جھوٹے" (مجمع الزوائد ۹/۲۶ حیات صحابہ ۱/۱۵۷) اسی دور کا ایک واقعہ یہ بھی ملتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی معمولی سی بات پر ابوجہل نے سیدہ فاطمہ کو طمانچہ مار دیا۔ وہ بلکتی ہوئیں ابا کی خدمت میں آئیں حضور سے رہا نہ گیا۔ فرمایا یوذینی ما اذاھا جس چیز سے فاطمہؓ کو اذیت پہونچے اس سے مجھے اذیت پہونچتی ہے۔ اور فرمایا۔

بیٹی جا کر یہ شکایت ابو سفیان سے کرو۔ ابو سفیان نے ان کی شکایت سنی تو سیدہ کو لیکر ابوجہل کے پاس گئے اسوقت ابوجہل قریشیوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔

ابوسفیان نے فاطمہ سے کہا بیٹی میں کھڑا ہوں۔ تو ابوجہل سے اپنا بدلہ لے۔
سیدہ فاطمہؓ نے زور سے ایک طمانچہ اس کے گال پر مارا۔ وہ بہت خفیف ہوا مگر
ابوسفیان کو دیکھ کر خاموش رہا۔ ابوسفیان کی اس محبت سے حضور اکرمؐ متاثر ہوئے
آپ نے ان کیلئے دعا کی
اللھم لا تنسھا لابی سفیان [illegible] خدایا ابوسفیان کی اس نیکی کا بدلہ فراموش
نہ کرنا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اسی دعا کا نتیجہ تھا جو ابوسفیانؓ نے فتح مکہ کے وقت،
ایمان لائے (سیرۃ الحلبیہ مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۰۰، سیرت النبویہ زینی دحلان، تاریخ
قزوینی بروایت ابن عباس)

ابوسفیانؓ کے گھر کی بزرگی

ابن حجر کی ایک روایت کے مطابق اس روایت پر بحث ہے کہ قریش جب حضور اکرم
اکرمؐ کو زیادہ تنگ کرتے تو آپ ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیتے (اصابہ ج ۲ ص ۹)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا خاص خیال فرماتے تھے اور جب یہ مسلمان
نہیں ہوئے تھے اس وقت کی بات ہے کہ یہ حضور اکرم کی خدمت میں تحفے بھیجتے جسے
حضور قبول فرماتے اسی طرح حضور اکرم بھی تحفے بھیجتے

ابوسفیان کیلئے حضور اکرمؐ کا تحفہ

ان ابی سفیان بن حرب اھدی [illegible] حضور اکرمؐ مدینہ سے ابوسفیانؓ کیلئے
الی مکہ وھو [illegible] تحفے بھیجے ([illegible] ج ۲ ص ۲۴۰)

جنگ بدر میں قریش کا رئیس اعظم عتبہ بن ربیعہ اموی مارا گیا تو قریش نے ابوسفیان کو اپنا امیر لشکر بنا یا اور یہ حضور کے دشمن اور حریف بن کر کئی بار مقابلہ میں آئے۔ اگر قریش کی سرداری ان کے حصہ میں نہ آتی تو شاید ان کی دشمنی کی کوئی اہمیت نہ ہوتی اس لئے کہ ان کو رسول اللہ سے کوئی ذاتی دشمنی یا عداوت نہ تھی۔ شاہ معین الدین احمد ندوی نے لکھا ہے

"چونکہ فوج کی سرداری بنو امیہ میں تھی اس لئے ان کی مخالفت زیادہ نمایاں ہوئی ورنہ بنی امیہ کو بنی ہاشم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کوئی خاندانی عناد نہ تھا" تاریخ اسلام ۱

ابوسفیان کی دوستی، عباس بن عبد مطلب سے

ابوسفیان کی دوستی عباس بن عبد مطلب سے تھی۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے ندیم اور ہمنشین تھے (المحبر ۱۰۴، تاریخ الامت ۱۰۱)۔

فتح مکہ کے وقت حضرت عمر نے ان کے قتل کا مشورہ دیا تو یہی عباس بن عبد مطلب تھے کہ غصہ ہو کر بولے تھے۔

"اے عمرؓ! اگر تمہارے قبیلہ کا کوئی آدمی ہوتا تو تم ہرگز ایسا نہ کہتے تم کو ہمارے قبیلہ بنو عبد مناف کیا پرواہ (طبری ۲/۱۱۱۵، ازالۃ الخفاء ۲/۸۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ال ہاشم اور ال امیہ اپنے کو بنو عبد مناف کہتے تھے۔ اور ان میں کوئی دشمنی اور عداوت نہ تھی۔ اور اگر واقعی ہوتی اور ابوسفیان خاندانی اعتبار سے رسول اللہ یا بنو ہاشم کے دشمن ہوتے تو عباسؓ جو حضور اکرمؐ کے محبوب چچا تھے ان کو پناہ نہ دیتے اور ان کو دوست نہ بناتے اور جس وقت حضرت عمرؓ نے

ان کے قتل کا مشورہ دیا تھا یہ قتل سے نہ رد کتے۔

ابو سفیانؓ اور علیؓ مرتضیٰ

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت خلافت کے وقت حضرتؓ عباسؓ حضرت علی مرتضیٰ کا ساتھ دیتے ہیں تو ابو سفیانؓ بھی عباسؓ ہی کے ساتھ نظر آتے ہیں اور دار فاطمہؓ میں جہاں بنو ہاشم و بنو امیہ جمع تھے ابو سفیانؓ یہ تقریر کرتے ہوئے اپنی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

وقال ارضیتم یا بنی عبد مناف	اے عبد مناف کیا تم اس پر راضی ہو گئے کہ
ان یلی ھذا الامر علیکم غیرکم	اس مرخلافت میں تم پر کوئی دوسرا حاکم بنے
وقال لعلی بن ابی طالب امدد	اے علی بن ابی طالب ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری
یدیک ابایعک	بیعت کرتا ہوں (یعقوبی ۲/۱۴۰)

اسی طرح کی تقریر حضرت زبیرؓ اور حضرت عباسؓ نے بھی کی تھی حضرت زبیر بن عوامؓ کے الفاظ یہ تھے۔

یہ جبتک لوگ علیؓ کی بیعت نہ کریں گے۔ میں تلوار نیام کے اندر نہ کروں گا (فتح الباری ۷/۱۲۳)

ابو سفیان کی تقریر پر طنز کیا جاتا ہے کہ ان کے دل میں نفاق تھا۔ انھوں نے حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے خلاف ورغلایا تھا۔ لیکن حضرت زبیرؓ اور حضرت عباسؓ کے متعلق کچھ نہیں کہا جاتا ہے یعقوب شیعہ ہیں ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس طرح کی کہانیاں حضرت ابو سفیان کو بدنام کرنے کیلئے وضع کی گئی ہیں۔

میں کہتا ہوں اگر وضع نہ بھی کی گئی ہوں تو اس سے علیؓ و ابو سفیانؓ کے تعلقات

برا چھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور ہماری بات کی تائید مزید ہوتی ہے۔
تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس پر بھی لوگوں کو بنو ہاشم اور بنو امیہ میں رقابت
نظر آتی ہے۔

یزید بن ابی سفیانؓ

بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ حضرت ابو سفیان کے صاحبزادے ہیں۔ غالباً فتح مکہ
کے دن یا فتح تیمہ کے موقع مشرف بہ اسلام ہوئے (فتوح البلدان ۱۳۱)

حضور اکرمؐ نے تیمہ کا والی مقرر فرمایا تھا۔ عہد صدیقی میں دس ہزار کے امیر لشکر
ہو کر شام کی فتوحات میں شریک ہوئے تھے اور وہاں نمایاں خدمات انجام دی
تھیں۔ اس کی، ان کے بھائی اور ان کے والد کی سرگرمیاں آب زر سے لکھنے
کے قابل ہیں۔ حقیقتاً یہ وہ لوگ ہیں جن کے اسلام لانے کے بعد کے حالات و کارنامے
اگر جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

ان لوگوں کی حوصلہ مندی۔ جرأت و ہمت۔ حرب و ضرب میں فہم و فراست
اور تدبرانہ صلاحیتیں رہتی دنیا تک اپنی نظیر آپ رہیں گی

یزید بن ابی سفیان کا رشتہ حضور اکرم صلعم سے بہت قریب کا تھا کہ ان
کی حقیقی بہن ام حبیبہؓ آپ کے عقد میں تھیں۔ اسی طرح ان کا ایک رشتہ حضرت
عقیل بن ابی طالب سے بھی تھا کہ ان کی ایک خالہ فاطمہ بنت عتبہ ان کے نکاح میں
تھیں گویا حضرت عقیل ان کے خالو اور حضور اکرم ان کے بہنوئی تھے۔

عامر بن کریز بن ربیعہ

بن حبیب بن عبد شمس۔ ان کی رگوں میں ہاشمی اور اموی دونوں خون رواں تھے

جناب عبدالمطلب کی صاحبزادی بیضا ام حکیم عامر کی والدہ تھیں، اور عامر کے والد
کریز بیضا بنت عبدالمطلب کے شوہر تھے۔ گویا عامر نواسے تھے عبدالمطلب کے۔
یہ تو نیا رشتہ ہوا۔ پرانا رشتہ یہ تھا کہ عامر کے دادا عبدشمس اور عبدالمطلب کے والد
ہاشم حقیقی بھائی تھے۔ اس لحاظ سے عامر عبدالمطلب کے پوتے ہوئے گویا عامر کا
بنو ہاشم سے دوہرا رشتہ تھا۔ یہی عامر تھے جن کے متعلق عبدالمطلب نے بڑے فخر کے
ساتھ فرمایا تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد بن ابو حذیفہ

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس [illegible] حضرت ابو حذیفہ کے [illegible]
حبش میں پیدا ہوئے۔ ان کی ایک [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

پرورش میں لے لیا اور بیٹوں کی طرح پالا یہانتک کہ جوان ہو گئے، اور انکے دل میں امارت و سیاست کا جذبہ پیدا ہوا۔ انھوں نے اس کا تذکرہ حضرت عثمانؓ سے کیا۔ اس معاملہ میں حضرت عثمانؓ بہت محتاط تھے۔ انھوں نے اپنے بیٹوں میں (جنھوں نے فتوحات میں حصہ لیا تھا اور بہترین صلاحیت رکھتے تھے) کسی ایک کو کوئی معمولی عہدہ بھی نہیں دیا تھا۔ اور جن عزیزوں کو دیا تھا انکی عظیم خدمات اور ہمہ گیر فتوحات کو دیکھ کر دیا تھا۔ ان کے مقابلے میں محمد بن ابی حذیفہؓ بہت کم خوبیوں کے مالک تھے۔ اسلئے حضرت عثمانؓ نے ٹال دیا۔ کچھ دنوں بعد انھوں نے پھر اصرار کیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

بھتیجے! امارت صلاحیت سے ملتی ہے۔

یہ بات ان کو ناگوار گزری۔ وہ یہاں سے سخت ناراض ہو کر مصر چلے گئے، اور وہاں ان کے دشمن عبداللہ بن سبا سے مل گئے یا اس نے ان کو ملا لیا۔ اس کے بعد انھوں نے امیرالمومنین کے خلاف بہت سے تخریبی کارنامے انجام دیئے۔

محمد بن حذیفہؓ اور حضرت علیؓ

عہد مرتضوی میں انھوں نے حضرت علیؓ کی تائید اور حضرت معاویہؓ کے موقف کی سخت تردید کی تھی۔ حالانکہ امیر معاویہ ان کے ماموں زاد بھائی ہوتے تھے چنانچہ جس طرح صفین میں حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی عقیل حضرت معاویہ کے جھنڈے کے نیچے تھے اس طرح حضرت معاویہؓ کے ماموں زاد بھائی محمد حضرت علیؓ کے ہم رکاب تھے اور انھوں نے اہم خدمات انجام دی تھیں جن سے خوش ہو کر حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا عامل صدقات مقرر فرمایا تھا۔

اس روایت سے ہمارے دعوے کی مزید تصدیق ہوتی ہے کہ اگر صفین کی جنگ اموی اور ہاشمی رقابت کی بنا پر ہوتی تو اموی - ہاشمیوں کے ساتھ اور ہاشمی امویوں کے ساتھ ہرگز نہ ہوتے۔ ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ میدان بدر ہو یا جنگ صفین، غزوہ احد ہو یا واقعہ حرہ کتنے ہاشمی ایسے ہیں جو امویوں کے مددگار نظر آتے ہیں اور کتنے اموی ایسے ہیں جو ہاشمیوں کے طرفدار دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان شواہد کے باوجود بنو ہاشم کو بنو امیہ کا حریف ٹھہراتے ہیں یا بنو امیہ کو بنو ہاشم کا دشمن۔

خالد بن عقبہ بن ابی معیط

بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ان کے باپ کی ساری زندگی اسلام دشمنی میں گذری وہ جنگ بدر میں مارا گیا۔ خالدؓ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور ان کے بھائی ولیدؓ بھی یہ دونوں بیضاء بنت عبد المطلب کے نواسے تھے (اسد الغابہ ۲ / ۱۲۱)

فتوحات کرمان میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔ ان کے دل میں بنو ہاشم کو بڑا احترام تھا۔

حضرت حسین کی نماز جنازہ میں بنو امیہ

قدیم مورخین کی تحقیق ہے کہ یہ خالد بن عقبہ حضرت حسینؓ کی نماز جنازہ میں شریک تھے حسین بن علیؓ کی نماز جنازہ پڑھی جانے لگی تو بنو امیہ کی طرف سے خالد بن عقبہؓ نماز جنازہ میں شریک ہوئے (جمہرۃ الانساب ۱۰۶، ابن قتیبہ ۱/ ۹۶)

سعید بن عاص بن سعید

بن عاص بن امیہ بن عبد شمس یہ فتح مکہ کے دن خدمت نبوی میں پیش ہوئے

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور ایک دھاری دار یمنی پوشاک پہنائی۔ سعید بہت خوش ہوئے اور زندگی بھر اسی رنگ کی پوشاک پہنتے رہے کہ اس رنگ کی پوشاک پہنا کر رسول اللہؐ خوش ہوئے تھے

(معارف ابن قتیبہ ۱/۱۸۱)

چار ہاشمی ایک اموی کی قیادت میں

[illegible]

[illegible] اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم تھے [illegible] ابن خلدون ۲۰۰

[illegible] ہاشمی [illegible] اموی کی [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن عامر بن کریز

[illegible] بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس [illegible] الطرفین [illegible]

ان کے والد [illegible] تھے۔ [illegible] کے ذریعہ میں [illegible] اس رشتے سے حضورؐ ان کو بھتیجا سمجھتے تھے فتح مکہ کے دن پیش کیے گئے تو حضور اکرمؐ نے ان کو گود میں لے لیا اور ان کے والدین سے فرمایا۔

ھذا اشبہ بنا منہ بکم — یہ تمہاری نسبت ہم سے زیادہ مشابہ ہے

[illegible] (۸۶)

پھر اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا یہ جب نہ سے نکل گئے تو حضورؐ نے فرمایا یہ لوگوں کی پیاس بجھانے والا ہوگا۔ (معارف ۱/۱۹۰، البدایہ [illegible] ۸۹)

اسی دعا کی برکت تھی کہ عبداللہ نے اپنے دورِ امارت میں سیکڑوں حوض اور چشمے بنوائے۔ متعدد نہریں کھدوائیں اور تالاب تعمیر کرائے جس سے کروڑوں مخلوق کی پیاس بجھی۔ انھوں نے ایران کے آخری تاجدار یزدجرد کو قتل کیا اور پورے ایران کو فتح کر کے وہاں اسلامی پرچم لہرایا۔

جن لوگوں کا نام لیکر حضرت عثمان پر طنز کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اموی لونڈوں کو بڑے بڑے عہدے دیئے۔ ان میں ایک عبداللہ ابن عامرؓ بھی ہیں۔ حالانکہ ان کی فتوحات بہت زیادہ ہیں اور یہ بڑے دیندار فاتح تھے۔ انھوں نے خراسان۔ سجستان، کرمان اور بلاد غزنہ فتح کیے تھے اور خدا کا شکر یہ ادا کرنے کے لیے غزنہ سے مکہ پیدل چل کر آئے تھے۔ (طبری ۲۵۹/۳ البدایہ ۱۶۰/۷)

ابن عامر کا رشتہ بنو ہاشم سے

بنو ہاشم سے ان کا رشتہ بہت قریب کا تھا۔ ایک تو وہی پرانا رشتہ کہ حضرت نبیؐ کی پھوپھی ان کی دادی ہوتی تھیں۔ دوسرا نیا رشتہ حضرت علیؓ سے یہ تھا کہ ان کے ایک صاحبزادے عبدالرحمٰن کا عقد حضرت علی کی صاحبزادی خدیجہؓ سے ہوا تھا۔ اور خود ان کی ایک صاحبزادی حضرت حسینؓ کے عقد میں تھیں۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

"عبداللہ ابن عامر کی لڑکی ہند امام حسینؓ کے عقد میں تھی۔ پھر یزید بن سعد دیہ کے عقد میں آئی (جلاء العیون ۱/۵۲۶۔ جلاء العینین۔ ۲۹ مطبوعہ اثنا عشری دہلی)

مروان بن حکم بن ابوالعاص

بن امیہ بن عبد شمس ۔ کہا جاتا کہ مروان کے والد حکم راسخ العقیدہ نہ تھے۔ وہ ادھر کی ادھر لگایا کرتے تھے۔ اس لئے حضور اکرمؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا تھا بعد میں جب ان کا ایمان راسخ ہوگیا تو حضرت عثمانؓ سے مدینہ آنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ جلاوطنی کے وقت ان کے بیٹے مروان کم سن تھے۔ چونکہ یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو چکے تھے اس لئے

وھو صحابی عند طائفہ کثیرۃ — اکثر محدثین کے نزدیک صحابی ہیں

لانہ ولد فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم — کیونکہ وہ نبی صلعم کی زندگی میں پیدا ہوئے

(البدایہ ۸ / ۲۶۰)

مروان کی شخصیت بڑی بدنام اور بڑی ہی متنازعہ فیہ ہے۔ ویسے قدما میں ان کی علمی فضیلت مسلم ہے اور امام مالکؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے نزدیک ان کا شمار ثقہ محدثین میں ہے

مروان اور بیعت علی مرتضیٰ

مروان حضرت عثمانؓ کے داماد اور مشیر خاص تھے۔ جمل میں حضرت علیؓ کے خلاف کھڑے ہوئے لیکن اختتام جنگ کے بعد بیعت کر کے مدینہ چلے آئے۔ اور جب تک حضرت علیؓ زندہ رہے انھوں نے دمشق کا رخ نہیں کیا (اعلام الاسلام ۱/ ۲۹۲)

حضرت علی کی شہادت کے بعد دمشق گئے تو حضرت معاویہؓ نے مدینہ کا والی بنا کر بھیجا۔ ان کے ہی دور امارت میں حضرت حسن مجتبیٰ کا انتقال ہوا۔ انتقال سے قبل حضرت حسن نے وصیت کی تھی کہ مجھے روضۂ نبوی میں دفن کیا جائے اور اگر اعتراض

ہو تو بقیع میں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جنازہ روضہ کی طرف چلا تو مروان سخت غصہ ہوئے اور کہا۔ عثمان کو یہودیوں کی قبر میں دفن کیا گیا اور حسن کو روضہ میں دفن کیا جائیگا۔ اس روایت کو طبری نے قدیم شیعی مورخ ابو مخنف کی سند سے نقل کیا ہے، وہ مزید لکھتے ہیں۔ کہ مروان نے وہاں دفن ہونے سے روک تو دیا لیکن جنازہ بقیع کی طرف جانے لگا تو مروان رونے لگے۔ حضرت حسین نے فرمایا۔ کیوں؟ آج رو رہے ہو۔ اور کل تک تم نے ان کے ساتھ کیا کیا نہ کیا۔ مروان نے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے جو کچھ کیا وہ اس سے زیادہ حلیم و بردبار کے ساتھ کیا"

اسی طرح کی ایک دوسری روایت ہے اور اتفاق سے وہ بھی ابو مخنف ہی کی روایت کردہ ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ اور ابن زبیرؓ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو مروان نے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ سے کہا کہ حسین ابن علی اور عبداللہ بن زبیر بیعت میں تساہل برتیں تو ان کے سر قلم کر دو۔ ورنہ ان میں سے ہر ایک مدعی خلافت بنکر کھڑا ہو جائیگا۔

حضرت حسین سے مروان کی محبت

کتب تاریخ میں اس طرح کی متعدد روایات ملتی ہیں جس کے پیش نظر لوگ مروان کو حسن، حسینؓ اور خصوصاً بنو ہاشم کا دشمن قرار دیتے ہیں لیکن سے کیسے صحیح مانا جائے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہی مروان بن حکم ہیں جنھوں نے حضرت حسینؓ کے متعلق ابن زیاد حاکم کوفہ کو یہ خط لکھا تھا۔

اما بعد فان الحسین بن علی — تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حسین بن علیؓ

فذكرته ايلك وهو الحسين
بن فاطمة بنت رسول
الله صلى الله عليه وسلم
وبالله ما احد يسلمه الله
احب الينا من الحسين فاياك
ان تهيج على نفسك ما لا يسده
شيئٌ والتنسه امامة ولا
تدع ذكره آخر الدهر
والسلام

کوفہ جا رہے ہیں اور یہ تو تم کو معلوم
ہی ہے کہ یہ فاطمہ زہرا کے فرزند ہیں اور
سیدہ فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی ہیں۔ خدا کی قسم حسین ابن
علیؓ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں۔ ان پ
خدا کی رحمت۔ خبردار کہیں ایسا نہ ہو
کہ غصہ کی حالت میں تم ان کے ساتھ کوئی
نازیبا حرکت کر بیٹھو کہ جس کا بدل نکل
نہ ہو اور امت تمکو نظروں سے گرادے

(البدایہ ۸/۱۶۵)

اس روایت کی تصدیق کتب شیعہ سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۳۱۲ اور اس کی مزید تحقیق ان کی باہمی قرابتوں سے کی جاسکتی ہے کہ حضرت حسینؓ کی دو بہنیں خدیجہ بنت علیؓ اور رملہ بنت علیؓ مروان بن حکم کی حقیقی بہوئیں تھیں۔ خود حضرت حسینؓ کی ایک صاحبزادی سیدہ سکینہؓ مروانؓ کے پوتے اصبغ بن عبدالعزیز سے بیاہی تھیں (طبقات ابن سعد ۸/۴۷۵، ابن قتیبہ ۱/۱۲۲، نسب قریش ۵۹، کتاب الاغانی ۱۴/۱۶۴)

ابو مخنف کی روایات اگر تسلیم کر لی جائیں تو یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ حضرت حسین نے اپنی بہن کا رشتہ اپنے ہی بھائی کے دشمن مروان کے لڑکے سے کیا تھا اور سیدہ سکینہ نے اس شخص کی زوجیت قبول کی تھی جس کے دادا نے سیدنا

والد حسین ابن علی رضؓ کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

یہ رشتے بہرحال خاندان علیؓ اور خاندان مروان کے خوشگوار تعلقات کی تابناک دلیل ہیں جس سے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے باہمی تعلقات پر گہری روشنی پڑتی ہے۔

علی بن حسین کی دوستی مروان بن حکم سے

حضرت حسینؓ کے صاحبزادے علی (زین العابدین) مروان بن حکم کے دوست تھے۔ ابن کثیر نے لکھا ہے۔

واحبہ الی مروان وابنہ عبداللہ — علی بن حسین اور مروان بن حکم میں دوستانہ محبت تھی (بدایہ ۵/۱۰۶)

ان کی محبت کا مزید ثبوت واقعہ حرہ کے موقع پر ملتا ہے کہ باغیوں نے مروان کو تنگ کیا اور ان پر کھانا پانی بند کر دیا تو یہ زین العابدین کے پاس گئے اور پناہ طلب کی۔ انھوں نے ان کو پناہ دیدی اور فرمایا:

تمھارے اہل وعیال ہمارے اہل وعیال ہیں اور وہ ہمارے ہی ساتھ رہیں گے

(کامل ابن اثیر ۴/۵۰۔ تاریخ طبری ۷/۲۰۷۔ جلاء العیون ۱/۲۷۰)

اور یہ تذکرہ نگار صاحب جلاء العیون کے الفاظ یہ ہیں۔

جب شورش حد اعتدال سے بڑھ گئی تو امام زین العابدین نے اپنے بال بچوں کے ساتھ مروان بن حکم کے بال بچوں کو بھی لیا اور مدینہ سے دور قصبہ ینبوع میں چلے گئے۔ اور وہاں سے

مروان کی بیوی عائشہ کو اپنے صاحبزادے عبداللہ کے ہمراہ طائف

بھیجدیا (حلیۃ الاولیاء ۲/۷۲)

یزید کے مرنے کے چھ ماہ بعد ۶۴ھ میں مروان تخت نشین ہوئے تو حضرت علی

زین العابدین نے بیعت کرلی اور اس پر قائم رہے (طبقات ابن سعد ۲۲۲)

علی بن حسین سے متعلق مروان کی وصیت

مروان کا وقت رحلت قریب ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹے عبدالملک کو وصیت کی کہ علی بن حسین کے یہاں میرے ایک لاکھ درہم ہیں۔ انھوں نے قرض کے طور پر لیا تھا اے بیٹا! میرے بعد یہ رقم ان سے مت لینا (البدایہ ۱۰۴/۹)

مروان کے متعلقات جن ہاشمیوں سے تھے ان میں ایک عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بھی تھے۔ یہ عبداللہ بن نوفل حضور اکرم صلعم کے چچیرے بھائی اور ہم شبیہ تھے۔ مروان نے اپنے دور خلافت میں ان کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا تھا (سیر ... ۵۹)

ابان بن عثمان بن عفان

بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس حضرت عثمان کے صاحبزادوں میں بڑے صاحب تقویٰ و صاحب مرتبہ ہیں۔ اٹھارہ سال کی عمر ہی میں ذیقعہ اور طبرستان کی فتوحات میں شریک ہوئے مگر ... کی حیثیت سے نہیں ایک سپاہی کی حیثیت سے عبدالملک کے دور میں مدینہ کے عامل تھے۔ بعد میں مکہ کے عامل بھی ہوئے۔

ابان کا تعلق عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے بہت قریب کا تھا۔ ان کی صاحبزادی

ام کلثوم بنت زینب بنت فاطمہ ابان کے عقد میں تھیں (ابن اثیر، ۱۲۱/۱، طبقات ابن سعد ۸/۴۷۳، مقاتل الطالبین ۱۸۰/۱)

یہ عقد جنگ جمل کے بعد ہوا تھا اور ابان جمل میں حضرت علیؓ کے خلاف کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد ان لوگوں کے جو رشتے آپس میں قائم ہوئے اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان وقتی رنجش و رقابت کا اثر دیرپا نہ تھا اور محبت اور مودت کا پرانا سلسلہ پھر بحال ہو گیا تھا۔

جناب ابان اپنے ہاشمی خسر عبداللہ بن جعفر کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ابن اثیر کی روایت ہے کہ حضرت ابن جعفرؓ کا انتقال ہوا تو اس وقت ابان مدینہ کے والی تھے۔ انھوں نے خود ابن جعفرؓ کو غسل دیا، پھر کفن پہنایا۔ پھر نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد قبر میں اتارے، قبر سے باہر آئے تو آنکھوں سے آنسو رواں اور زبان پر یہ الفاظ تھے،

،، خدا کی قسم! آپ بہترین بزرگ تھے۔ آپ میں مطلق شر نہ تھا
آپ شریف و نجیب تھے۔ اور صلہ رحمی کرنیوالے تھے۔ بڑے پاکباز
پاک باطن اور پاک طینت تھے۔ (اسد الغابہ ۳/۱۳۵، جمہرۃ [illegible])

زیاد بن ابی سفیان بن حرب

ابن امیہ بن عبد شمس انھیں کو ابن زیاد بن امیہ کہتے ہیں، کوئی زیاد بن ابیہ، عائشہ صدیقہؓ، امام مالک اور ابن قتیبہ وغیرہ نے زیاد بن ابی سفیان کہا ہے (ابن عساکر ۵/۴۱۱، کتاب المعارف ۱/۲۰۲)۔

یہ فتح مکہ کے سال طائف میں پیدا ہوئے، عہد فاروقی میں [illegible]

مغیرہ بن شعبہ کے سکریٹری تھے۔ ان کے بعد عبداللہ ابن عباسؓ کے سکریٹری ہوئے ان کی فتوحات وسیع اور ان کے کارنامے بڑے نمایاں ہیں۔ یہ شیعان علی میں تھے اور اپنے سوتیلے بھائی معاویہ کے سخت خلاف تھے۔ (تاریخ الامت ۲/۱۱)

حضرت علی ان پر بڑا اعتماد فرماتے تھے۔ ان کو فارس کا گورنر بنایا تھا۔ قدیم مورخ ابن قتیبہ نے لکھا ہے،

حضرت علی نے زیاد بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو فارس کا گورنر بنایا تھا، پھر اصطخر کی ریاست بھی ان کے سپرد کر دی تھی)

حضرت علی اور حضرت معاویہ زیاد کی نظر میں

زیاد اپنے خلیفہ حضرت علی کے مقابلہ میں امیر معاویہ کو کچھ نہ سمجھتے تھے۔ ایک بار انھوں نے کہا کہ علیؓ کا ساتھ چھوڑ کر چلے آؤ تو انھوں نے جواب میں لکھا:

جب تک ہمارے اور تمھارے درمیان علی بن ابی طالب ہیں۔ خدا کی قسم اگر تم ہمارے سامنے سے گذرے تو مجھے غصہ سے سرخ پاؤگے اور میری تلوار نیام سے باہر دیکھو گے (کتاب المعارف ۲۱۳)

یہ تھی محبت زیاد بن ابی سفیان کی حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ۔ زیاد اموی تھے اور حضرت علیؓ ہاشمی۔

یزید بن معاویہؓ بن ابی سفیانؓ

بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ اب آپ ایک ایسی ذات و شخصیت سے روشناس ہو گئے جو نہ صرف یہ کہ دنیائے اسلام میں بلکہ دنیائے عام میں بھی اتنی بدنام و رسوا ہے کہ شاید قیامت تک اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ فاسق، فاجر، زانی، شرابی

جواری، شکاری، ظالم، جابر، تابر، بدباطن، بدظاہر، بے دین، لعین، الی یوم الدین۔ قصہ مختصر ہر وہ برائی جس کا صدور شیطان سے ہو سکتا ہے اس ذات سے منسوب ہے، کون؟ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان! لیکن یہاں یزید کے محاسن یا نقائص، برائی یا بھلائی پیش کرنا مقصود نہیں ہے۔ یہاں تو وہی باتیں پیش کرنی مقصود ہیں جن سے بنو ہاشم کے ساتھ اس کے تعلقات کیسے تھے واضح ہو جائیں

سادات بنو ہاشم سے یزید کی ملاقات

سادات بنو ہاشم سے یزید کی پہلی ملاقات غالباً ۴۹ھ میں غزوہ قسطنطنیہ کے سلسلے میں ہوئی ہے اس غزوہ میں اکابر صحابہ کے علاوہ اکابر اہلبیت مثل عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ بن جعفر اور حسین ابن علیؓ شریک جہاد تھے حضرت حسینؓ کے متعلق مورخین نے لکھا ہے:

کان الحسین یفد الی معاویۃ	حضرت حسین ہر سال امیر معاویہ کے پاس
فی کل عام فیعطیہ ویکرمہ	جاتے، اور معاویہؓ ان کی عزت کرتے، آپ
وکان فی الجیش الذین غزوا	اس فوج میں شامل تھے جس نے یزید کے
لقسطنطنیہ مع ابن معاویۃ	ساتھ قسطنطنیہ پر جہاد کیا تھا۔ (البدایہ
یزید	۸/۱۵۲، تاریخ اسلام ذہبی ۳/۱۱)

حضرت حسینؓ سے یزید کی دوسری ملاقات ۵۱ھ میں حج کے موقع پر ہوتی ہے اس سال یزید نے امارت حج کی خدمت انجام دی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کی ایک پوتی ام مسکینؓ سے عقد کیا تھا (کتاب المعارف ابن قتیبہ ۱/۱۱۳، نسب قریش ۱/۱۰۲)

تیسری ملاقات بھی اسی سلسلہ میں ہوئی کہ ۵۳ھ میں حج کرنے کے بعد یزید نے

مدینۃ النبی کی زیارت کی و رحضرت حسین کے چچیرے بھائی اور بہنوئی عبداللہ ابن جعفر کی صاحبزادی ام محمد سے نکاح کیا (ابن حزم ص ۷۲، نسب قریش ص ۸۳/۰، مودۃ القربیٰ ص ۲۷/۰)

حضرت حسین کی شہادت پر یزید کا تاثر

سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت حسین کے شہید ہونے کی خبر ملی تو یزید نے خوشنودی کا اظہار کیا (تاریخ الخلفاء ص ۲۰۴) اور طبری نے لکھا ہے کہ سر مبارک یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ دیکھتے ہی رونے لگا اور اس قدر رویا کہ بے اختیار ہو گیا (طبری ۷/۸، ابن اثیر خلافت بنو امیہ ۱۶۲)

یہ دو متضاد روایتیں ہیں۔ ان میں کون قرین قیاس ہے ذیل کی روایات اس کا ثبوت فراہم کریں گی

ابن زیاد کو خدا قتل کرے

حضرت حسین کی شہادت کی دردناک خبر جب پہونچی تو یزید کی بیوی ہند بنت عبداللہ بے ہوش کھلے منھ اور بے پردہ دربار میں آ گئی۔ اسے دیکھ کر یزید نے کہا۔ جاؤ روؤ اور خوب روؤ قریش کے اس بزرگ اور نبی کے اس فرزند پر ماتم کرو۔ (اے ہند نوحہ و زاری کن بر فرزند رسول خدا و بزرگ قریش) ابن زیاد نے عجلت کی قتل کر ڈالا۔ خدا اس کو بھی قتل کرے۔ یہ روایت ملا باقر مجلسی کی ہے (جلاء العیون ص ۵۲۶)

ایک دوسری شیعی روایت ہے

"یزید نہ صرف خلوت بلکہ جلوت میں بھی روتا تھا۔ اور

بن کی لڑکیاں اور اس کی بہنیں بھی روتی تھیں (خلاصۃ المصائب/ ۲۹۳)

یزید کی بنو ہاشم سے قرابت

۳۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ حضرت حسینؓ اور یزید کا رشتہ بہت ہی قریب کا تھا۔ یزید کی پھوپھی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ حضور اکرم صلعم کی زوجہ (یعنی جناب حسین کی نانی تھیں اور یزید کی ایک چچیری بہن لیلیٰ بنت مرہ جناب حسین کی بیوی تھیں یعنی آپ یزید کے بہنوئی تھے اس کے علاوہ آپ کی بھتیجی ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر طیارؓ یزید کے عقد میں تھیں (ابن حزم، جمہرۃ الانساب ۱۰۴، نسب قریش ۱۴۳، مودۃ القربیٰ ۱۰۲، مقام بنی امیہ ۱۶) شاہ معین الدین احمد ندوی نے لکھا ہے۔

اور یزید کا پورا کنبہ اہل بیت نبوی کا عزیز تھا (تاریخ اسلام ۲/ ۵۹)

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں

(۱) یزید کو حضرت حسینؓ سے اتنی ہی محبت تھی تو اس نے ان کو شہید ہونے سے کیوں نہیں بچالیا؟

(۲) یزید نے ان کے قاتلوں سے قصاص کیوں نہیں لیا؟

میرے خیال میں پہلا سوال زیادہ اہم نہیں ہے کیونکہ حادثہ کربلا کی خبر یزید کو تقریباً ۱۲ دن کے بعد ملی تھی اور اس کی وجہ کوفہ سے دمشق کی طویل مسافت تھی ظاہر ہے اسے خبر ملی بھی تو وہ اس کے خاتمہ کیلئے فوراً کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ البتہ دوسرا سوال اہم ہے۔ بلکہ بہت ہی پیچیدہ سیاسی ہے اور پوزیشن بالکل ویسی ہی ہے جب حضرت علیؓ کے دور میں ہوا کہ قاتلانِ عثمانؓ آپ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے لیکن آپ ان کو کچھ نہ کرپاتے تھے سوائے اس کے کہ کبھی کبھی لعنت

بھیجدیا کرتے اور قاتلین سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ ایسا ہی یزید نے بھی کیا تھا کہ وہ ابن زیاد، عمرو بن سعد اور شمر پر لعنتیں بھیجا کرتا تھا کہ اور بددعائیں دیا کرتا تھا کہ خدا کی لعنت ہو ابن زیاد ابن مرجانہ پر کہ اس نے حسین ابن علی کو قتل کر ڈالا خدا اسکو بھی قتل کرے (طبری ۷/۲۲۲)

اگر یہ تاویل صحیح ہے تو یزید کو چھوڑ کر ابن زیاد، عمرو بن سعد اور شمر بن ذالجوشن کو مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ خصوصاً شمر کو جو حضرت علیؓ کا مرید اور حضرت حسین کا ماموں تھا کہ اس قرابت کے بعد بھی اس کو رحم نہ آیا۔ اور جب عمرو بن سعد کے مشورے سے ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا تو اسی شمر نے یہ کہکر فیصلہ منسوخ کرا دیا کہ

"اگر تم نے حسینؓ کو چھوڑ دیا تو وہ پھر اتنی بڑی فوج لیکر آئینگے کہ تم قیامت تک ان کا مقابلہ نہ کر پاؤ گے (طبری ۷/۳۱۶)

علی بن حسینؓ کے ساتھ یزید کا برتاؤ

حضرت حسینؓ کے صاحبزادے زین العابدینؓ کے ساتھ بھی یزید نے اچھا برتاؤ کیا تھا۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ جب تک اہل بیت یزید کے پاس مقیم تھے وہ ان کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرتا اور علی بن حسین (زین العابدین) کو ساتھ بیکر کھانا کھاتا (طبری ۷، ۲۷۸، ۲ البدایہ والنہایہ ۸/۱۵۹)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ یزید نے رخصت کرنے سے پہلے علی بن حسینؓ سے کہا تھا آپ میرے پاس جبتک رہنا چاہیں رہیں۔ میں صلہ رحمی سے پیش آؤں گا۔ پورا حق ادا کروں گا۔ اگر مدینہ جانا پسند کریں تو وہاں بھیج دوں گا۔ اور اے میرے

بھائی کے بیٹے علیؓ وہاں بھی آپ کے ساتھ سلوک کرتا رہوں گا (طبقات الکبریٰ ۵/۱۵۷)

ابن زیاد پر خدا کی لعنت:

طبری نے لکھا ہے کہ علی بن حسینؓ نے مدینہ جانے کی خواہش ظاہر کی تو یزید نے ایک محافظ دستہ کی معیت میں رخصت کا انتظام کیا، اور کوچ کے وقت علی بن حسین سے کہا:

"ابن زیاد پر خدا کی لعنت میں کربلا میں ہوتا تو حسینؓ جو کہتے... ان لیتا، ان کو کسی طرح بھی قتل نہ ہونے دیتا۔ خواہ میری کوئی اولاد ہی کیوں نہ کام آجاتی۔ بہرحال قضائے الٰہی تھی جو پوری ہوئی آئندہ جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے مجھے فوراً لکھنا۔"

(طبری ۲/۹، تاریخ اسلام ندوی ۲/۵۹، جلاء العینین ۱/۲۶۲)

یزید کے اس طرز عمل سے جناب زین العابدین بہت متاثر تھے۔ چنانچہ مدینہ میں بغاوت ہوئی تو آپ نے تمام واقعات لکھ کر یزید کو اطلاع دی اور اس بغاوت سے اپنی علیحدگی کا اظہار کیا۔

واقعہ حرہ اور علی بن حسینؓ

یہ بغاوت واقعہ حرہ کے نام سے مشہور ہے جو ۶۳ھ میں واقع ہوئی۔ یزید نے پہلے ایک صحابی نعمان بن بشیر انصاری کو بھیجا کہ وہ اہل مدینہ کو سمجھائیں اور بیعت پر قائم رہنے کی ترغیب دیں (تاریخ الامت ۳/۸۴، تاریخ ملت ۲/۹۰) لیکن حضرت نعمانؓ کامیاب نہ ہوئے اور باغیوں کا فتنہ زور پکڑ گیا انھوں نے تمام امویوں کو حراست میں لے لیا اور ان کے باہر جانے پر پابندی لگا دی۔ ایسے کٹھن وقت میں علی بن حسین نے اموی عامل مروان بن حکم کو پناہ دی اور تمام متعلقات

لکھ کر یزید کو آگاہ کیا (طبری ۲۰/۷، ابن اثیر ۴۵/۴)

علی بن حسین کیلئے یزید کی ہدایت

یہ خبر پڑھ کر یزید نے شورش فرو کرنے کیلئے ایک فوج تیار کی جسے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں مدینہ بھیجا۔ اور بھیجتے وقت جناب زین العابدین کے متعلق یہ ہدایت کی:

"دیکھو تم علی بن حسین زین العابدین کے ساتھ رعیت سے پیش آنا ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ انھیں عزت کے ساتھ تخت پر بٹھانا کیونکہ وہ بغاوت سے الگ ہیں اور انھوں نے ہی لکھ کر مجھے مطلع کیا ہے۔

(طبری ۲۰/۷، ابن اثیر ۴۵/۴، تاریخ الامت ۳۰/۲، تاریخ ملت ۹۹/۳)

یزید کی اس ہدایت پر مسلم نے عمل کیا۔ اس کی تصدیق حضرت زین العابدین کے فرزند محمد باقر کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"میرے والد مسلم بن عقبہ کے پاس گئے تو انھوں نے استقبال کیا تخت پر بٹھایا اور پوچھا آپ خیریت سے ہیں۔ والد صاحب نے جواب میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر مسلم نے کہا۔ امیرالمومنین نے آپ کے ساتھ مجھے نیک برتاؤ کی ہدایت کی ہے۔ والد صاحب نے فرمایا۔ ان کے لئے اللہ کی سلامتی ہو اور جزائے خیر"

(طبقات ابن سعد ۲۱۵/۵، الامامت والسیاست ۲۳۰/۱، جلاء العیون ۲۷۸/۱)

یزید سے ابن الحنفیہ کی ملاقات

واقعہ حرہ شروع ہونے سے قبل اور حضرت حسینؓ کے شہید ہونے کے بعد یزید نے

جناب زین العابدینؒ کے چچا حضرت ابن الحنفیہ سے ملنے کی آرزو کی۔ وہ تشریف لے گئے تو اس نے بڑی تواضع کی اور کئی ہفتہ مہمان کی حیثیت سے رکھا۔ ایک دن یزید حضرت ابن الحنفیہ سے کہنے لگا:

،، حسینؓ کی رحلت پر خدا آپ کو اور ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ بخدا حسینؓ کا نقصان جتنا آپ کے لئے ہے، اتنا ہی میرے لئے ہے۔ ان کی موت سے جتنا صدمہ آپ کو ہوا ہے اتنا ہی مجھے ہوا ہے۔ اگر ان کا معاملہ میرے سپرد ہوتا اور میں دیکھتا کہ ان کی موت کو اپنی انگلیاں کاٹ کر، اپنی آنکھیں دے کر ٹال سکتا ہوں تو بلا مبالغہ دونوں ان پر قربان کر دیتا۔ اگرچہ انھوں نے میرے ساتھ زیادتی کی اور ہم سے جو ان کا خونی رشتہ تھا اسے ٹھکرا دیا۔

آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ ہم عوام میں حسینؓ کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم یہ اس لئے نہیں کہ خاندان علی مرتضیٰ کو عوام میں عزت و حرمت نہ حاصل ہو۔ بلکہ اس سے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حکومت و خلافت میں ہم کسی حریف کو اپنے مقابل برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں حضرت محمد بن علی الحنفیہ نے فرمایا:

،، خدا تمہارا بھلا کرے اور حسین پر رحمت نازل فرمائے۔ یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ ہمارا نقصان تمہارا نقصان ہے اور ہماری محرومی تمہاری محرومی ہے لیکن حسینؓ اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ تم ان کی مذمت کرو۔ میری درخواست ہے کہ حسینؓ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو مجھے ناگوار ہو۔

یزید نے جواب دیا:۔

"اے میرے چچیرے بھائی! آپ اطمینان رکھیں، میں حسین رضؓ کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہوں گا جس سے آپ کا دل دُکھے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابن الحنفیہؒ رخصت ہونے لگے تو یزید نے انکو ہدیۃً ان کی خدمت میں تین لاکھ درہم نقد یا پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ کا سامان دیکر رخصت کیا (رسالہ برہان بابت ماہ اپریل ۱۹۶۰ء بحوالہ انساب الاشراف)

ابن الحنفیہ کی باغیان مدینہ سے مخالفت:

حضرت زین العابدینؒ کی طرح حضرت ابن الحنفیہؒ بھی یزید کے طرزِ عمل اور گفتگو سے بہت متاثر تھے۔ چنانچہ مدینہ آنیکے بعد جب باغیانِ مدینہ نے ان سے یزید کی بیعت توڑنے کو کہا تو یہ بگڑ کر بولے۔

"میں یزید سے کیوں لڑوں اور اس کی بیعت کیوں توڑوں؟

باغیوں کے امیر ابن مطیع نے کہا: وہ فاسق و فاجر اور شرابی ہے۔ کافروں کے سے کام کرتا ہے اور دین سے ہٹ گیا ہے۔

حضرت ابن الحنفیہ نے جواب دیا: خدا سے ڈرو۔ کیا تم نے اس کو یہ سب کرتے دیکھا ہے۔ میں تو تم سے زیادہ اس کے پاس رہا ہوں لیکن یہ سب کرتے نہیں دیکھا (البدایہ ۸/۲۳۳، انساب الاشراف بلاذری)

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں جسے محمد بن واقدی کی سند سے بیان کیا گیا ہے کہ جب عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ساتھی یزید سے ملکر مدینہ آئے اور یہ بیان دیا کہ ہم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہیں جس کا کوئی دین نہیں۔ وہ شراب پیتا ہے اور اس کے سامنے کنیزیں مزامیر بجاتی ہیں۔ ہم تمہارے سامنے شہادت دیتے ہیں کہ

ہم نے اس کی اطاعت کا جوا اتار پھینکا ہے اور یہ بھی کہا کہ یزید اپنے لہو ولعب کے باعث وقت سے نمازیں مؤخر کرتا اور کبھی کبھی نمازیں قضا بھی کر دیتا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت محمد بن الحنفیہ نے فرمایا ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں:

وعندما سئل محمد بن الحنفية في ذلك وامتنع من ذلك اشد الامتناع وناظرهم وجادلهم في يزيد ورد عليهم ما اتهموه به من شرب الخمر وتركه بعض الصلوات

اور جب ابن الحنفیہ کے سامنے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے شدت کیساتھ انکار کیا، اور ان لوگوں سے مباحثہ کیا اور یزید کی طرف سے ان سے بحث کی اور جو اتہام شراب نوشی اور بعض نمازوں کے لگائے تھے اس کی تردید کی (البدایہ ۸/۲۲۱)

ان روایات کی روشنی میں اگر واقعہ حرہ کو ترتیب دیا جائے تو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یزید کی بیعت توڑنے کا فیصلہ متفقہ طور پر نہیں کیا گیا کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایک حضرت حسینؓ اور ابن الحنفیہؒ ہی نہیں بلکہ مدینہ کے ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن جعفرؓ، نعمان بن بشیرؓ وغیرہم آل عبدالمطلب بلکہ حضرت ابن زبیرؓ کے ایک بھائی عمرو بن زبیرؓ تک اس اقدام کے مخالف ہی نظر آتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت ابن زبیر کی بیعت کرنے کو درست سمجھتا تھا نہ یزید کی بیعت توڑنے کو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول اس سلسلہ میں حرف آخر سمجھا جاتا ہے۔

وانا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله ورسوله واني لا اعلم احدا منكم خلعه ولا تابع في هذا الامر

اور ہم نے اس شخص (یزید) کی بیعت خدا اور اس کے رسول کیلئے کی ہے اور مجھے اس سے بڑی کوئی غداری نظر نہیں آتی کہ ہم ایک شخص

کانت الفصل بینی و بینہ — سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کریں اور پھر اس کے خلاف لڑنے کھڑے ہو جائیں

اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے (اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے) اس کی بیعت توڑی یا اس ہنگامہ میں کوئی حصہ لیا تو پھر میرا اور اس کا تعلق ختم (صحیح بخاری ۲۹/۲)

حضرت ابن عمر کی طرح آل عبد المطلب نے بھی بیعت نہیں توڑی (کذلک

لم یخلع یزید احد من بنی عبد المطلب

رہیں وہ روایتیں کہ یزیدی لشکر نے مدینہ میں قتل عام کیا اور حرم کی بے حرمتی کی اور خواتین کی آبرو لوٹی صحیح نہیں ہیں اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ اہل مدینہ کے قتل پر یزید نے مسرت کا اظہار کیا اور راحت محسوس کی۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں۔

و هذا اختلاف ما ذکرہ کذبة الروافض۔ — اس قسم کی روایات رافضیوں کی وضع کردہ اور جھوٹی ہیں۔

(البدایہ النہایہ ۸/۲۲۳)

المدائنی کی سند سے ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ یزید نے ایک صحابی ضحاک بن قیس فہری سے مشورہ کر کے اہل مدینہ کیلئے بہت سا غلہ بھجوایا اور عطیات بھی بھجوائے اس سلسلہ میں عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب سے ہم آپ کی ملاقات کرانا چاہتے ہیں جو اس وقت باحیات تھے اور سادات اہلبیت میں اونچا مقام رکھتے تھے روایتوں میں آیا ہے کہ واقعہ حرہ کے موقعہ پر یہ یزید بن معاویہ کے یہاں مقیم تھے اور جب حضرت ابن زبیر کے خلاف فوج روانہ ہونے لگی تو انھوں نے یزید کو مشورہ دیا تھا کہ ابن زبیر جذباتی ہیں ان کے ساتھ نرمی اختیار کی جائے۔

یزید سے ابن جعفرؓ کی ملاقات یہ ابن جعفر حضرت معاویہ کے زمانہ ہی سے دمشق جایا کرتے اور وہاں قیام فرماتے۔ ایک بار یزید کے زمانہ میں گئے تو اس نے ان کو چار لاکھ دینار دیئے۔ بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے۔ کہ ایک بار یزید نے ابن جعفر کو چار لاکھ کی رقم دی تو اس پر کسی نے اعتراض کیا تو یزید نے کہا۔

فقیل اتعطیه اربعة الاف فقال نعم — اعتراض کیا گیا کہ کیا آپ انہیں چار لاکھ
انه یفرق ماله فاعطائی ایاه — دیا کریں گے تو یزید نے کہا کہ تمہیں کیا خبر،
اعطائی اهل مدینة۔ — ابن جعفر کو دینا اہل مدینہ کو دینا ہے (۴/۲)

شیعی مورخ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ نے لکھا ہے کہ معاویہ کے بعد یزید دوسرا شخص ہے جس نے عبداللہ بن جعفر کو دس لاکھ کا عطیہ دیا۔ (شرح ابن ابی الحدید ۲ ۸۲۳)

ابن کثیر کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن جعفر یزید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ خراسان سے چار سو اونٹ کھر تحائف سے لدے ہوئے آئے۔ یزید نے حکم دیا کہ یہ سارے اونٹ مع تحائف کے حضرت کو دیدیئے جائیں (البدایہ ۸، ۲۳۰)

ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ یزید نے حضرت ابن جعفر کی خدمت میں کثیر رقم بھیجی۔ آپ نے اس رقم کو اہل مدینہ میں تقسیم کر دیا (اصابہ ۴، ۴۵)

حضرت ابن جعفر کے ایک صاحبزادے کا نام معاویہ تھا۔ ان معاویہ کے تعلقات بھی یزید کے ساتھ دوستانہ قسم کے تھے۔ مورخ زرکلی نے لکھا ہے۔

معاویة الهاشمی صدیقاً لیزید بن معاویه — معاویہ ہاشمی یزید بن معاویہ کے دوست تھے (الاعلام زرکلی ترجمہ ۱۴۳)

حضرت ابن عباسؓ کا سفر دمشق ابن جعفر ہی کی طرح حضرت ابن عباس بھی

شیوخ اہل بیت میں ہیں۔ یہ بھی برابر دمشق جاتے اور حضرت معاویہ اور یزید سے ملتے جسوقت حضرت حسن مجتبیٰ کے انتقال کی خبر دمشق پہنچی یہ یزید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ یزید نے ان کی خدمت میں بطور تعزیت یہ الفاظ ادا کیے۔

رحمہ اللہ ابا محمد اوسع لہ الرحمۃ وافسحہا واعظم اللہ اجرک واحسن عزاک وعوضک من مصائب ما ھو خیر لک ثوابا وخیر عقبیٰ	خدا ابو محمد (حسن مجتبیٰ) پر رحم فرمائے اور ان کے لئے رحمت (کی چادر) وسیع اور کشادہ کردے اور اللہ آپ کے اجر کو بڑھائے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپکے صدمہ کا آپکو ایسا اجر عطا فرمائے

جو ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہو۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یزید نے فصیح مگر مختصر الفاظ میں تعزیت کی جس پر حضرت ابن عباسؓ نے شکریہ ادا کیا۔ (البدایہ ۸/۲۰۴)

یہاں اس روایت کی تردید ہو جاتی ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ جعدہ بنت اشعث نے یزید کے ایماء پر اپنے شوہر حسن مجتبیٰ کو زہر دیا تھا۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو یزید نہ حق تعزیت ادا کرتا اور نہ حضرت ابن عباس اس کے پاس بیٹھے ہوئے ملتے۔ لہذا اگر یہ کہا جائے کہ ابن عباس کو زہر دینے والی سازش کا علم مدینہ آنیکے بعد ہوا ہوگا اور پھر انھوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہوگا۔ تو ابن قتیبہ کی روایت سے اس کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے کہ حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد یزید کی تخت نشینی کی خبر سنکر حضرت ابن عباس نے کسی نفرت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس کے متعلق یہ فرمایا۔

واللہ ان ابنہ لخیر اھلہ	بخدا (ابن معاویہ) اپنے گھر والوں میں ایک

اچھا فرد ہے (الامامت والسیاست ۲۱۳/۱)

مزید تصدیق ابن جریر، ابن خلدون، ابن اثیر اور ابن کثیر کی روایتوں سے یہ ہوتی ہے کہ یزید نے اپنی بیعت کا مطالبہ کیا تو حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ نے بھی بیعت کرلی، اور اس پر آخر تک قائم رہے (طبقات ابن سعد ۴/۴، طبری ۱۹۱/۶، ابن خلدون ۹۲/۵، الامامت والسیاست ۲۱۳/۱، البدایہ ۱۵۱/۸، تاریخ الامت ۴۲/۴

ابن عباسؓ سے یزید کے نامہ و پیام

بیعت کے بعد ان کے تعلقات کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے کوفہ جانے کا قصد کیا اور اس کی خبر یزید کو ملی تو اس نے حضرت ابن عباسؓ کو فوراً لکھا:

"مجھکو یہ اطلاع پہونچی ہے کہ اہل کوفہ ان کو حصولِ خلافت پر آمادہ کر رہے ہیں اور حسینؓ بھی اپنی امارت کی بشارت انکو دے رہے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ ہم میں اور ان میں صلۂ رحم اور رشتہ کی عظیم حرمت ہے۔

وقد قطع ذلک الحسین وبتّہ وانت زعیم	اور حسینؓ اس حرمت کو ختم کر رہے ہیں اور آپ اپنے
اہل البیت وسید اہل بلادک فالقہ	خاندان کے بزرگ اور شہر (مدینہ) کے پیشوا ہیں۔ آپ ان سے
فاردد عن السعی فی الفرقۃ	مل کر انکو سمجھائیے کہ وہ افتراق (برپا کرنے) سے باز رہیں۔

اس کے جواب میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے تحریر فرمایا۔

انی لارجو ان لا یکون خروج الحسین	ہمیں امید ہے کہ حسینؓ کوئی ایسا کام نہ کرینگے جو
لامر تکرہہ ولست ادع النصیحۃ	برائی کا سبب ہو۔ میں ان کو سمجھانے میں
لہ فی کلِّ ما تجتمع بہ الالفۃ وتطفیٰ	کوتاہی نہ کرونگا۔ انشاء اللہ الفت قائم
بہ النائرۃ	رہیگی اور انتشار کی آگ بجھ جائیگی۔ (البدایہ

۱۶۴/۸)، ناسخ التواریخ ۱۶۰/۲)

واقعہ حرہ کے موقع پر حضرت ابن زبیر کے گماشتوں کے ہاتھوں حضرت ابن عباس نے بڑی اذیتیں اٹھائیں۔ یہاں تک کہ قید کیے گئے اور جلا وطن تک ہونا پڑا لیکن جو بیعت کر چکے تھے اسے توڑا نہیں۔ یزید بھی ان کی بزرگی اور منزلت کا لحاظ رکھتا اور ان کو بھی اسی طرح دس لاکھ سالانہ دیتا جس طرح حضرت عبد اللہ ابن جعفر طیارؓ کو دے رہا تھا۔

ایک ہاشمی بزرگ سے یزید کا تعلق

اب ہم آپ کی ملاقات ایک اور نجیب الطرفین ہاشمی عبد مطلب بن ربیعہ سے کراتے ہیں۔ یہ عبد مطلب عہد رسالت میں جوان ہو چکے تھے اور حضور اکرم صلعم کے چچیرے بھائی ربیعہ بن حارث بن عبد مطلب کے صاحبزادے تھے۔ ابن ربیعہ پر حضور کی خاص نظر کرم تھی آپ نے خود ان کی شادی ابو سفیان بن حارث کی دختر سے کرائی تھی۔ یہ عبد مطلب بن ربیعہ عہد یزید تک زندہ رہے ان کے تعلقات حضرت معاویہ اور یزید دونوں سے بہت خوشگوار تھے عقیل بن ابی طالب کی طرح انہوں نے بھی دمشق کو اپنا مسکن بنا لیا تھا اور تقریبا ۲۰ سال کی زندگی حضرت معاویہ کے ساتھ رہکر گذاری تھی اور وفات رحلت قریب ہوا تو یزید کو اپنا وصی اور وارث قرار دیا تھا

واوصی الی یزید بن معاویہ — یزید کو اپنا وصی اور وارث قرار دیا تھا۔

(ابن حزم ۷۴/۱، استیعاب ۴۲۲/۲، اصابہ ۴۳۰/۲، البدایہ ۲۱۴/۸)

خالد بن یزید بن معاویہ

بن ابو سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ یزید بن معاویہ کے بارہ بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں میں معاویہ ثانی کے بعد سب سے ہونہار اور سب سے زیادہ ذی

علم خالد ہی تھے۔ شیعی مورخ ابن طقطقی نے لکھا ہے۔

وکان فصیحاً بلیغاً وقیل انه احسن عمل الکیمیاء صفحہ

خالد بن یزید بڑا ہی فصیح و بلیغ اور علم کیمیا کا ماہر تھا۔

اموی عہد کا سب سے بڑا عالم خالد بن یزید تھا (ترجمہ اے شارٹ ہسٹری آف سارسنر ۱/۱۴۴) انھوں نے علم طب اور کیمیا پر کئی کتابیں لکھی تھیں۔ کتاب الحرارۃ، کتاب الصحیفہ کبیر اور کتاب الصحیفہ صغیر وغیرہ جو مورخ ابن ندیم متوفی ۳۸۰ھ کی نگاہ سے گذر چکی ہے۔ (تاریخ اسلام از علامہ ندوی ۲/۳۵۹)

خالد بن یزید شاعر بھی تھا اس نے اپنی ایک ہاشمی بیوی سے متعلق یہ شعر کہا تھا۔

مطہرۃ بین النبی محمد وبین التمهد ذوالجناح جعفر

(وہ ایسے پاک نسب کی ہیں کہ ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی ہیں اور دوسری طرف جعفر طیار جیسے بلند مرتبہ شہید (انساب الاشراف بلاذری)

عمرو بن سعید بن عاص

بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس سعید بن عاص صحابی کے لڑکے ہیں۔ عہد یزید میں مکہ کے عامل تھے حضرت حسینؓ جب تک مکہ میں رہے انھوں نے کوئی بازپرس نہ کی، اور نہ بیعت ہی کرنے کو کہا۔ بلکہ جب حضرت حسینؓ مکے کو نہ جانے لگے تو انھوں نے آپ کو روکا اور مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ مورخوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابن جعفر کے کہنے پر عمرو بن سعد نے سادہ کاغذ پر مہر لگا دی اور کہا کہ آپ جو چاہیں ہماری طرف سے لکھ کر حسین ابن علی کو کوفہ جانے سے روک لیں ان کے کہنے پر حضرت ابن جعفر نے لکھا:

عمرو بن سعید حاکم مکہ کی طرف سے حسین ابن علی کے نام:

میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اس راہ سے پھیر دے جدھر آپ جا رہے ہیں... میں آپکو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ آپ افتراق اور شدت سے اجتناب کریں اس میں آپ کی ہلاکت ہے۔ میں (آپکے بھائی) ابن جعفر اور اپنے بھائی یحی کو بھیجتا ہوں، آپ ان کے ساتھ لوٹ آئیں۔ میں آپکو پوری طرح امان دیتا ہوں اور صلہ رحمی سے پیش آنیکا وعدہ کرتا ہوں میں آپ کی مدد بھی کرونگا اور آپ میرے پاس اطمینان سے رہیں گے۔ میری اس تحریر پر خدا گواہ وکیل و نگہبان ہے والسلام

۲۶۹، البدایہ ۸/۱۶۶، سیرالصحابہ ۶/۲۵۲

اس روایت کی تصدیق کتب امامیہ سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ کریں جلاء العیون فی سیرت علی بن حسین ص ۱۸۲ مطبوعہ اثنا عشری دہلی۔

لیکن یہ مخلصانہ تحریر بھی حضرت حسینؓ کے عزم راسخ کو متاثر نہ کر سکی اور وہ بڑھتے ہی چلے گئے۔ عمرو بن سعید حضرت ابن جعفرؓ کے دوست اور ہم جلیس تھے، حضرت ابن جعفرؓ نے انتقال فرمایا تو ان کو بہت صدمہ ہوا انھوں نے اپنے رنج و غم کا اظہار جن الفاظ میں کیا اسے ایک امامیہ تذکرہ نگار نے یوں نقل کیا ہے۔

عبداللہ ابن جعفر! خدا کی قسم تمہارے بعد لطف زندگی جاتا رہا، پیر چشمی اور فیاضی میں تم بے نظیر تھے بخدا اگر میری آنکھوں سے اشک جاری ہوں گے تو وہ تمہارے ہی غم میں ہوں گے کیونکہ تم بڑے فن کو بڑے استاذ تھے جس کے ساتھ محبت کرتے تھے اس سے بغض نہ رکھتے تھے العمس ۱/۱۸۵

عبدالملک بن مروان بن حکم

بن عاص بن امیہ بن عبد شمس۔ نافع صحابی کا قول ہے کہ میں نے عبدالملک سے زیادہ عبادت گذار، زیادہ عالم وفاضل اور نماز کی پابندی کرنے والا نہیں دیکھا ابو الزناد فرماتے ہیں: میں نے عبدالملک سے بڑا محدث نہیں دیکھا۔ کسی نے حضرت ابن عمر سے پوچھا میں آپ کے بعد دین کس سے دریافت کروں فرمایا۔ عبدالملک بن مروان سے (تاریخ اسلام از علامہ ندوی ۲/۱۴۳)

مصری مورخ حسن ابراہیم حسن نے لکھا ہے۔ عبدالملکؒ نے زاہد کی حیثیت سے زندگی گذاری اور زاہدی میں منقول کیا (عدم ماسلام ۱/۳۰۲)

اسے خلیفہ کی شان میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ظالم تھے اور شراب پیتے تھے۔

بنو ہاشم کے ساتھ عبدالملک کے تعلقات شروع ہی سے خوشگوار معلوم ہوتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو یہ جوان تھے جمل میں امیر المومنین کے خلاف کھڑے ہوئے مگر بعد میں بیعت کرلی اور مدینہ چلے آئے۔ اس کے بعد کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کا عقد حضرت علیؓ کی ایک صاحبزادی سے ہوا، اور ان کا ہی نہیں ان کے دوسرے بھائیوں کا بھی عقد حضرت علی کی دوسری صاحبزادیوں سے ہوا قدیم مورخین نے لکھا ہے۔

لامیر المومنین علی اکبر الاولاد	امیر المومنین علی مرتضیٰ کو روایات کثیرہ کے
ست وعشرون ولدا سابعۃ عشر	مطابق ۲۶ اولادیں تھیں ان میں ۸ بیٹے
ذکرا وثمانیۃ عشر انثی	تھے اور ۱۸ بیٹیاں (عمدۃ الطالب ۱/۴۴)

ان اولادوں میں اکثر لڑکیاں جعفر بن ابی طالب، عقیل بن ابی طالب رضی

عباس بن عبد مطلبؓ ۔ اور مروان بن حکم کے لڑکوں سے بیاہی تھیں (کتاب المعارف

۹۲/۱ ، ابن حزم جمہرۃ الانساب ۲۲/۱

عبد الملک کی بیعت اور علی بن حسین

عبد الملک سنہ ھ میں تخت نشین خلافت ہوئے تو سب سے پہلے جن لوگوں نے بیعت کی ان میں علی بن حسینؓ (زین العابدین) بھی تھے ۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ عبد الملک علی بن حسینؓ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ۔ ان کا احترام کرتے اور تمام اہل بیت میں سب سے زیادہ ان کو چاہتے تھے (طبقات الکبریٰ ۱۵۹/۵ ; تابعین ۳۰۲/۱ ، دار المصنفین اعظم گڈھ) امام زہری کا بیان ہے کہ علی بن حسین اپنے خاندان میں سب سے زیادہ صلح پسند ۔ اور سب سے زیادہ خلیفہ کے فرمانبردار تھے در مروان و عبد الملک دونوں اہل بیت میں سب سے زیادہ ان کو محبوب رکھتے تھے (ایضاً)

علامہ ابن کثیر نے بھی لکھا ہے

مروان اور ان کے لڑکے عبد الملک دونوں ان سے محبت رکھتے تھے ۔ (البدایہ ۱۰۶/۹)

حضرت علی بن حسین بھی کوئی سیاسی کام عبد الملک کی مرضی کے بغیر نہیں کرتے تھے ایکبار مختار ثقفی نے آپ کو بلانے کیلئے آپ کی خدمت میں ایک لاکھ کی تھیلی بھیجی آپ نے فوراً عبد الملک کو اطلاع دی ۔

" مختار نے ایک لاکھ بھیجا ہے اسے قبول کروں یا واپس کردوں مجھے دونوں میں کراہت معلوم ہوتی ہے تم کسی کو بھیج کر اس رقم کو منگوالو ۔

اس کے جواب میں عبد الملک نے لکھا ۔

یا ابن عم خذ ھا فقد طیبتھا لک ۔ اے میرے چچیرے بھائی ! آپ اسے قبول

فقبلها ⁂ کریں۔ یہ ایک طرح کا تحفہ ہے۔ لہذا آپ نے قبول کر لیا (البدایہ ۹/ ۱۱۰)

ما یہ تذکرہ نگار سید مظہر حسین نے ایک عجیب حکایت نقل کی ہے۔

" عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ بنو ہاشم کی خونریزی سے اجتناب کرے۔ اس خط کا انکشاف امام زین العابدین پر ہوا تو آپ نے عبدالملک کو لکھا تو نے بنو ہاشم کیلئے جو سعی کی ہے اس کے لئے رسول اللہ نے مجھے بشارت دی ہے کہ اللہ کے نزدیک تیری سعی مشکور ہوئی، اور اس کے عوض تیری بادشاہت پائدار اور مدتِ حکومت دراز ہوئی۔

یہ خط پڑھ کر عبدالملک بہت خوش ہوا اور اس نے ایک کثیر رقم حضرت امام کی خدمت میں بطور نذر بھیجی (جلاء العینین، ۱۲۷/ بحوالہ کشف الغمہ۔

یہ حکایت کتنی ہی عجیب و غریب کیوں نہ ہو۔ بہرحال اس سے حضرت زین العابدین اور عبدالملک بن مروان کے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

محمد بن حنفیہ اور عبدالملک

حضرت زین العابدین کے چچا محمد بن علی، حنفیہ کے تعلقات بھی خوشگوار ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت ابن زبیر نے اپنے بھائی عروہ کو بیعت لینے کیلئے حضرت ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا تو آپ نے انکار بیعت کرتے ہوئے فرمایا۔ میرے نزدیک عبدالملک کا جوار تمہارے بھائی کے جوار سے زیادہ بہتر ہے (طبقات الکبریٰ ۵/ ۷۷) اور جب حضرت ابن الحنفیہ نے عبدالملک کی بیعت کر لی تو عبدالملک نے اظہار خوشنودی کے طور پر لکھا

" اما بعد۔ ابن عم! آپ میرے نزدیک لائق ستائش، مجھکو زیادہ محبوب،
ابن زبیر سے زیادہ میرے قریبی عزیز ہیں۔ میں خدائے واحد کو حاضر ناظر جان کر عہد
کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا عزیزداری کا پورا پورا خیال رکھونگا، اور آپ کی
ہر ممکن مدد کرونگا (ایضاً ۵/۹۳)

ابن الحنفیہ عبدالملک کے مہمان

مزید تعلقات کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار عبدالملک کی دعوت پر
ابن الحنفیہ دمشق گئے۔ عبدالملک نے ان کا شاندار استقبال کیا اور قصر شاہی میں ٹھہرایا،
اس محبت کا اثر ان کے دل پر ایسا ہوا کہ یہ ایک مہینہ سے زیادہ ان کے پاس رہے
اور ایک دن اپنے مقروض ہونے کا تذکرہ بھی کیا۔ عبدالملک نے تمام قرض ادا کر دیا
جو کسی موقع پر انھوں نے بیٹے دیگر اخراجات، اپنے خواص اور اپنے غلاموں کے
وظائف مقرر کئے جانے کی خواہش کی عبدالملک نے اسے بھی قبول کر لیا۔ اور آپ کی
خواہش سے زیادہ دیا۔ اور آپ خوشی خوشی مدینہ آئے اور یہ دوستانہ تعلقات
تا دم آخر باقی رہے (طبقات ۵/۹۲-۸۴)

ابن عباس کی ایک وصیت

حضرت ابن الحنفیہ حضرت ابن زبیر کی بیعت سے انکار کر کے جن مصائب
سے دوچار ہوئے تھے ان میں ان کے چچا حضرت ابن عباسؓ بھی شریک تھے۔ ابن
عباس بھی آخر تک بیعت پر راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ قید کئے گئے۔ زندہ آگ
میں جلا دینے کی دھمکی دی گئی آخر میں جلا وطن تک ہوئے۔ اور اسی حال میں طائف
بصرہ انتقال فرمایا۔ لیکن انتقال سے قبل اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کرتے گئے

وہ بنو امیہ نسبی لحاظ سے بنو ہاشم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اے بیٹے! میری تدفین کے بعد تم بھی اس سرزمین کو ترک سکونت کر کے اپنے چچیرے بھائیوں بنو امیہ کے پاس شام چلے جانا (فتح الباری شرح صحیح بخاری ۸/۲۶۴)

شارح بخاری ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباسؓ والد کی وصیت کے مطابق ملک شام چلے گئے تھے اور عبدالملک بن مروان کے نزدیک بہت محبوب تھے (ایضاً) امامیہ مورخین نے بھی عبدالملک اور ابن عباسؓ کے خصوصی تعلقات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

حضرت عبداللہ نے اپنے بیٹے کو شام بھیج دیا تھا۔ اور وہ عبدالملک ان کے نزدیک بنو امیہ کی رعایا ہو کر رہنا بنو زبیر کی رعایا ہونے سے زیادہ بہتر تھا رسول کے بعد اور حضرت ابن عباس یزید اور مروان کی حکومت کو ابن زبیر کی حکومت سے بہتر جانتے تھے۔ (مروج الذہب ۲/۹۲)

عبدالملک دمشق میں اور بنو ہاشم میں ان کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ ایک نہیں دو دو ہاشمی خواتین ملک عبدالملک کے عقد میں تھیں۔ پہلی حضرت علیؓ کی صاحبزادی تھیں اور دوسری حضرت ابن جعفر کی (تاریخ نت ۳/۱۸۷)

ولید بن عبدالملک بن مروان

بن حکم بن عاص بن امیہ بن عبد شمس۔ ان کے عہد میں دمشق، تبیغ اور ... فتوحات ہوئیں جو بنو عباس کے چھ سو سالہ دور میں نہیں ہوئیں۔ شبلی نعمانی کی تحقیق ہے۔

بنو امیہ میں صرف ولید کی فتوحات پر نظر ڈالی جائے تو دولت عباسیہ نے چھ سو برس کی زندگی میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ (مامون ۵۰)

ان کی زاہدانہ زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک شیعہ مورخ نے لکھا ہے۔

باوجود اپنے کثیر مشاغل کے تیسرے دن ایک دور رمضان شریف میں روزانہ دو کلام مجید ختم کرتے تھے۔ (الفخری ۱۰۲)

حضرت حسن کی پوتی ولید کے عقد میں

ن کے عقد میں حسن مجتبیٰ کی دو پوتیاں تھیں۔ ایک سیدہ بنت مثنیٰ اور دوسری سیدہ نفیسہؓ بنت زید۔ نفیسہ کے متعلق شیعے لکھتے ہیں۔

وکان لزید ابنۃ اسمھا نفیسۃ خرجت الی الولید بن عبد الملک بن مروان فولدت لہ منہ وماتت بمصر	زید بن حسن کی لڑکی نفیسہ ولید بن عبدالملک کے پاس نکل کر چلی گئی تھی اس سے اولاد بھی ہوئی۔ اور وہ مصر میں انتقال کر گئی۔
وکان زید یعد علی الولید بن عبد الملک ویقعدہ علی سریرہ ویکرمہ لمکان ابنۃ ووھب لہ ثلثین الف دینار دفعۃ واحدۃ	زید ابن حسن ولید کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ ان کو تخت پر بٹھاتا ، انکی بیٹی کی وجہ سے ان کی عزت کرتا ایکمرتبہ اس نے ان کو یکمشت تیس ہزار دینار عطا کیے (عمدۃ الطالب ۔ ۴۴)

مثنیٰ اور زید کربلا سے واپس آئے تھے۔

حضرت حسن کے یہ دونوں صاحبزادے مثنیٰ اور زید کربلا سے صحیح وسالم لوٹے تھے۔ ان کی بیٹیوں کا واقعہ کربلا کے بعد امویوں کے عقد میں آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کربلا کے بعد ان دونوں قبیلوں میں کسی قسم کی رنجش و رقابت باقی نہیں تھی۔

علی بن حسین اور ولید بن عبدالملکؒ کے دوستانہ تعلقات

امامیہ تذکرہ نگار سید مظہر حسین نے لکھا ہے۔

"خلیفہ ولید بن عبدالملک اور امام زین العابدین کے درمیان دوستی تھی،
ایک بار اسے پتہ چلا کہ عامل مدینہ ہشام بن اسمعیل مخزومی، نے امام موصوف
کے ساتھ کچھ سختی کی ہے تو اس کو معزول کر دیا اور بر سر عام کوڑوں سے
پٹوایا رجال العینین فی سیرت علی بن حسین ۵۲/۰۷۸)

سلیمان بن عبدالملک بن مروان

بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس۔ بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ
سلیمانؒ پر اپنی رحمت نازل فرمائے ان کی خلافت کی ابتداء بھی خیر سے ہوئی اور انتہا بھی
نماز کی بر وقت ادائیگی اور انتہا عمر بن عبدالعزیز کی ولیعہدی کے حکم پر ہوئی
(تاریخ ملت ۳/ ۲۵۰)

خلیفہ سلیمانؒ کی قرابت اہلبیت کرام سے بہت ہی قریب کی تھی جناب محمد بن جعفر
طیارؓ کی صاحبزادی رملہؓ ان کے عقد نکاح میں تھیں (مقام بنی امیہ ۱۵/)

عمر بن عبدالعزیز بن مروان

بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس؛ یہ بنو امیہ میں حضرت معاویہؓ کے بعد سب سے
افضل اور سب سے اچھی خلیفہ تھے ان کو عمر ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ان کے
اسوہ کو نمونۂ عمل بتایا جاتا ہے

بدگوئیوں کی زبان بند

یہی وہ خلیفہ تھے جنہوں نے خطبہ میں حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کے نام کا اضافہ

کیا اور وہ موذی جو آپ کی بدگوئی کرتے ان کی زبان بند کی اور حضرت علیؓ کو اچھے الفاظ میں یاد کیا (البدایہ ۹/۱۹۳)

ہشام بن عبدالملکؒ بن مروان بن حکم

امامیہ مورخ الفخری نے لکھا ہے: ہشام بہت عقلمند، بہت بردبار اور بہت ہی پاکباز تھے (آداب السلطانیہ/۱۹۶)

ان کے دور میں حضرت حسینؓ کے پوتے زید نے علم بغاوت بلند کیا۔ بات یہ تھی کہ اہل بیت میں دو گروپ تھے حسنی اور حسینی اور دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ حضرت علیؓ کی وراثت و امامت کا نزاع تھا۔ بتقاضائے بشریت زید کی طرف سے ایک مقدمہ ہشام کے دربار میں پیش ہوا تو انہوں نے حضرت حسنؓ کی اولاد جعفر بن حسن کے حق میں فیصلہ کر دیا اس پر زید سخت ناراض ہوئے۔ انہوں نے کوفہ جا کر ہشام کے خلاف بغاوت برپا کر دی۔ یہ خبر ہشام کو ملی تو اگرچہ غضب ناک ہوئے اور پھر بھی گورنر کوفہ کو لکھا۔ زید پر سختی نہ کرو کہ وہ امن و سلامتی کے ساتھ کوفہ سے نکل جائیں جہاں تک ہو خون نہ بہنے پائے جو ہمارے ستون و قواعد کے خلاف نہ ہو۔ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ ان کا خون بہے یا ان کا کچھ بگڑے یا ان کا خاندان لٹے۔ سپاہیوں کو منع کر دو کہ وہ ان کے گھروں اور حالات کے اندر داخل نہ ہوں (طبری ۹/۲۶۶)

یہ ان اموی خلفاء کے حالات ہیں جن کو عام طور پر بنو ہاشم کا دشمن سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں کسی نے بنو ہاشم کے ساتھ کوئی نرمی نہیں برتی بلکہ انکو ستایا اور قتل کیا

اب یہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی قرابتوں کی ایک فہرست پیش کی جا رہی ہے۔ اس سے ان کے تعلقات سمجھنے میں آپکو آسانی ہو اور ہمارے دعوے کی ہم نوائی بھی حاصل ہوگی۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کے رشتے

زمانۂ جاہلیت عربوں کا وہ تباہ کن زمانہ ہے جب وہ ذرا ذرا سی بات پر باہم لڑنے مرنے کیلئے تیار ہو جایا کرتے تھے۔ اور پھر یہ سلسلہ برسوں اور صدیوں تک چلتا اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ والوں کے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھاتا رہتا تھا۔ ایسی بربریت اور خونریزیت کے دور میں بھی بنو ہاشم اور بنو امیہ باہم متحد اور متفق رہے کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ جاہلیت کے زمانہ میں کسی اموی نے کسی ہاشمی کو یا کسی ہاشمی نے کسی اموی کو قتل کیا ہو۔ ہم نے "بنو ہاشم، بنو امیہ کے تعلقات" کے تحت ان کی باہمی محبت واخوت کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ لیکن یہاں صرف زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام کے ان رشتوں کا جائزہ لینا چاہتے ہیں جو ان دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے کے ساتھ پے بہ پے کئے۔

اموی خواتین ہاشمیوں کے عقد میں

۱ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ ابو سفیان بن حرب کی بہن ہیں۔ ابو لہب بن عبد المطلب کے عقد میں تھیں۔ عتبہ، عتیبہ، معتب پیدا ہوئے (طبقات ۵/۵۵، ابن قتیبہ ۱/۰)

۲ - ام سعید بنت عاص۔ بن امیہ بن عبد شمس؛ خالد بن سعید کی بہن ہیں۔

عتبہ بن ابولہب ہاشمی سے منسوب ہوئیں (ابن ہشام ۱/۱۱)

۳ ہند بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ:۔ امیر معاویہ کی بہن ہیں، علی مرتضیٰ کے حقیقی چچیرے بھائی حارث بن نوفل سے بیاہی گئیں۔ حارث فتح مکہ کے دن ایمان لائے دو بیٹے عبداللہ اور محمد ہوئے، عبداللہ بن حارث بصرے میں رہتے تھے۔ یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا تو اہل بصرہ نے کہا۔ اگر عبداللہ بن حارث خلافت قبول کریں تو لوگ ان کی خلافت سے خوش ہوں گے کہ ان کے والد ہاشمی اور ان کی والدہ اموی ہیں

(اسد الغابہ ۳/۲۵)

۴ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس:۔ ہند بنت عتبہ کی بہن اور امیر معاویہ کی خالہ ہیں۔ علی مرتضیٰ کے بڑے بھائی عقیل بن ابی طالبؓ سے بیاہی گئیں (طبقات

ابن سعد ۸/۲۴۰، اصابہ ۸/۱۶۴)

۵ فاطمہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس:۔ یہ بھی عقیل بن ابی طالبؓ کے نکاح میں آئیں (ایضاً)

یہ بنو امیہ کی پانچ بیٹیاں ہیں جو بنو ہاشم سے بیاہی گئیں۔ یہ رشتے زمانہ جاہلیت میں ہوئے۔ جو ان کی باہمی محبت واخوت کا بہترین نمونہ ہیں۔

زمانہ اسلام

یہ تو آپ نے پڑھ ہی لیا ہے کہ جاہلیت میں ہاشمی واموی باہم مل جل کر رہتے تھے اور ایک دوسرے سے رشتے ناطے کیا کرتے تھے چنانچہ اسلام کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بدر واحد میں عتبہ، شیبہ، اور ابوسفیان اموی وغیرہ رسول اکرم سے لڑنے آئے تو یہ بھی کیوں نہیں کہا جاتا کہ ان امویوں کے ساتھ نوفل، عقیل اور عباس ہاشمی بھی رسول اکرم سے

لڑنے آئے تھے۔ اور یہ جو یاد دلایا جاتا ہے کہ بدر و احد میں علی بن ابی طالبؓ اور حمزہ بن عبدالمطلبؓ ہاشمی رسول اکرمؐ کی حمایت میں آئے تھے تو یہ کیوں بھلا دیا جاتا ہے کہ انہی جنگوں میں ابو حذیفہ بن عتبہؓ اور عبداللہ بن سعیدؓ اموی بھی رسول اکرمؐ کی حمایت میں اپنے اموی عزیزوں کے خلاف اپنے ہاشمی دوستوں کے ساتھ آئے تھے۔

ان شواہد کے باوجود بھی یہ کہا جائے کہ نہیں۔ بدر و احد کی لڑائی ہاشمی اور اموی آویزش کا نتیجہ تھی اور اس میں پوری طرح خاندانی رقابت اور ذاتی عداوت کارفرما تھی تو ہم اس کے جواب میں بدر و احد کے بعد ان میں جو رشتے ہوئے اس کی ایک مختصر فہرست ذیل میں پیش کرتے ہیں جس سے ان کی باہمی محبت و قرابت کا اندازہ لگایا جا سکے گا۔

۶ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ:۔ امیر معاویہؓ کی بہن ہیں جاہلیت میں حضور اکرمؐ کے پھوپھی زاد بھائی عبیداللہ بن جحش سے بیاہی گئیں۔ عبیداللہ کا انتقال ہو گیا تو ۶ھ میں حضور اکرمؐ کے حبالۂ عقد میں آئیں اور ام المومنین کے لقب سے سرفراز ہوئیں۔ ان کے عقد کی خبر ان کے والد ابو سفیان کو ہوئی تو اگرچہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے پھر بھی اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میری بیٹی کیلئے محمد بن عبداللہ بہت بہتر ہیں (طبقات ابن سعد)

۷ امامہ بنت ابوالعاصؓ بن ربیع بن عبد شمس:۔ رسول اکرمؐ کے بڑے داماد ابوالعاص کی بیٹی ہیں۔ سیدہ زینبؓ کے بطن سے ہوئیں۔ سیدہ فاطمہ کے انتقال کے بعد علی مرتضیٰؓ کے عقد میں آئیں اور علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد ایک دوسرے ہاشمی

مغیرہ بن نوفل سے بیاہی گئیں۔ پہلے شوہر سے محمد اوسط اور دوسرے سے یحییٰ پیدا ہوئے

(کتاب المعارف ۱/۷۲)

۸۔ عائشہ بنت عثمان غنیؓ :۔ حسن مجتبیٰ۔ فرزند علی مرتضیٰ سے منسوب ہوئیں۔ دو بیٹے ابوبکرؓ و عمرؓ ہوئے (مودۃ القربیٰ ۱/۹، صحابہ کرام اور اہل بیت کی رشتہ داریاں

۱/۷-۱۳)

۹۔ لیلیٰ بنت میمونہؓ بنت ابو سفیان بن حربؓ :۔ امیر معاویہؓ کی حقیقی بھانجی ہیں امیر المومنین علی مرتضیٰ کے چھوٹے صاحبزادے جناب حسینؓ کے عقد میں آئیں۔ علی اکبرؓ ان ہی کے بیٹے ہیں جو کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کے متعلق امامیہ مفکر علی نقی لکھنوی نے امیر معاویہؓ کا یہ قول لکھا ہے :۔

"علی اکبر میں بنو ہاشم کی شجاعت، بنو امیہ کی سخاوت اور قبیلہ ثقیف کی خودداری۔ یہ تمام صفتیں بہم موجود ہیں (شہدائے کربلا ۲/۱۵)

۱۰۔ ہند بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن عبد شمس :۔ ہند کے والد عبداللہ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے خلاف بڑے زور کی لڑائی لڑے تھے۔ لڑائی ختم ہونے کے کچھ دنوں بعد انھوں نے اپنی بیٹی کا عقد حضرت علی کے بیٹے جناب حسینؓ سے کیا۔ (جلاء العیون از باقر مجلسی ۱/۵۲۶) اور حضرت علیؓ نے بھی اپنی ایک بیٹی خدیجہؓ کا عقد ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر سے کیا (جمہرۃ الانساب ۱/۶۸، مقام بنی امیہ ۱۴۲) جمل و صفین میں لڑنے کے بعد پھر آپس میں رشتہ ناطہ کرنا محبت و الفت کا ثبوت نہیں ہے تو کیا عداوت و رقابت کا ثبوت ہے

۱۱۔ عائشہ بنت عمر بن عثمان غنی :۔ جناب حسینؓ کے پردوتے اسحاق بن عبداللہ

سے بیاہی گئیں ان سے یحییٰ تولد ہوئے (نسب قریش ۱۰، ۵۱، جمہرۃ الانساب ۴۷/۱۰)

۱۲ - عائشہ بنت عاصم بن عمرو بن عثمان غنیؓ:۔ حضرت حسین کے پوتے حسن بن علیؓ سے بیاہی گئیں۔ محمد اور عبداللہ دو بیٹے ہوئے (ایضاً)

۱۳ - خلیدہ بنت مروان بن سعد بن عاص بن امیہ :۔ حضرت حسین کے پڑپوتے حسن کے عقد میں آئیں۔ ان سے بھی اولاد ہوئی اور نسل چلی (ایضاً)

یہ تیرہ اموی خواتین ہیں جو ہاشمیوں سے بیاہی گئیں۔ ان میں پانچ زمانہ جاہلیت میں بیاہی گئیں اور آٹھ زمانۂ اسلام میں اور ان آٹھ میں بھی چار صفین و کربلا کے بعد بیاہی گئیں۔

ہاشمی خواتین امویوں کے عقد میں

ہاشمیوں سے رشتہ کرنے میں صرف اموی ہی پیش پیش نہ تھے ہاشمی بھی تھے انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں بھی امویوں سے رشتے کیے اور اسلام کے زمانے میں بھی صفین کے بعد بھی امویوں کی بیٹیاں پوتیاں دیں اور کربلا کے بعد بھی۔ آیئے پہلے جاہلیت ہی والے رشتے کا جائزہ لیں

(۱) صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف :۔ امیر حمزہؓ کی حقیقی بہن اور علی مرتضیٰ کی حقیقی پھوپھی ہیں۔ ابو سفیان اموی کے حقیقی بھائی حارث بن حرب سے بیاہی گئیں۔

۲ ام حکیم بنت عبدالمطلب :۔ یہ حضور اکرمؐ کے والد جناب عبداللہ کی سگی بہن حضرت ان بہن ضیر حضرت عثمانؓ کے نانا کریز بن ربیعہ سے بیاہی گئیں۔ ان سے عامر و مروہ کی پیدائش ہوئی۔

عامر کی بہن اروی، عثمان غنی کی حقیقی والدہ اور علی مرتضیٰ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں

بنو ہاشم اور بنو امیہ کا یہ رشتہ اگرچہ جاہلیت کا رشتہ تھا لیکن جاہلیت واسلام دونوں ہی زمانے میں یہ رشتہ خوب پھولا پھلا اور سرسبز و شاداب رہا۔ ہاشمیوں اور امویوں نے اپنی مخلصانہ محبت کا اپنے ہاتھوں سے جو حسین گلدستہ تیار کیا تھا۔ اس کے ایک نہایت دلکش اور مہکتے ہوئے پھول عثمان بن عفانؓ تھے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور ان سے راضی ہونے والوں سے بھی۔

۳۔ سیدہ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم :۔ حضور اکرم کی بڑی صاحبزادی ہیں اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع اموی سے بیاہی گئیں۔ علیؓ اور امامہؓ دو اولاد ہوئی امامہ حضور اکرم کی سب سے محبوب نواسی تھیں۔ حضور اکرم نماز کی حالت میں بھی ان کو جدا نہ کرتے یہ پشت مبارک پر چڑھ جاتیں تو آپ ان کو لئے لئے پوری نماز ادا فرماتے۔ اسی طرح علی بن ابوالعاص کو بھی بہت چاہتے یہی وہ نواسے تھے جنہیں فتح مکہ کے دن حضور اکرم اپنی آغوش محبت میں لئے ہوئے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے۔ (ابن ہشام ۷۱۹/۱) اسد الغابہ ۴۱/۴)

علی بن ابوالعاصؓ جوان ہو کر یرموک میں شہید ہوئے (اسوۂ صحابیات /۹۲)

بڑی حیرت کی بات ہے کہ حضور اکرم کے چھوٹے نواسے حسین ابن علی کی شہادت پر تو لوگ دس دن آنسو بہاتے ہیں اور بڑے نواسے علی بن ابوالعاص کی شہادت پر ایک دن بھی آنسو نہیں بہاتے۔ یہ کتنی بے انصافی کی بات ہے۔

۴۔ سیدہ رقیہؓ بنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم :۔ نابالغی میں ابو لہب ہاشمی کے بیٹے عتبہ سے بیاہی گئیں۔ عتبہ نے باپ کے ورغلانے میں آکر سیدہ کو طلاق دیدی تو حضور اکرم نے ان کی شادی عثمان غنیؓ سے کر دی۔ اس شادی کا تذکرہ کتب امامیہ میں

تواتر کے ساتھ پایا جاتا ہے (حیات القلوب ۲ ۵۶۳، مجالس المومنین ۱/۸۹)، آپ سے ایک بیٹے عبداللہ ہوئے جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے

۵۔ سیدہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم: یہ بھی خدیجہ کبریٰ کی حقیقی بیٹی اور فاطمہ زہرہ کی سگی بہن ہیں۔ پہلے ابو لہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں اس کے طلاق دینے اور بڑی بہن سیدہ رقیہ کے انتقال کرنے کے بعد حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں۔ ان دونوں رشتوں سے عثمان غنیؓ حضور اکرم کے دوہرے داماد، علی نقیؓ کے ہم زلف، فاطمہ زہراؓ کے بہنوئی اور حسنؓ حسینؓ کے خالو ہوتے ہیں۔

یہ پانچ رشتے ہیں جن میں دو جاہلیت کے ہیں اور تین اسلام کے۔ اب ہم جمل اور صفین کے بعد والے رشتوں کا جائزہ لینا چاہینگے۔

صفین کے بعد باہمی رشتے

ماہرین نسب کا اتفاق ہے کہ امیر المومنین علی نقی کی صاحبزادیاں زیادہ تر بنو جعفر، بنو عقیل، بنو عباس اور بنو مروان سے بیاہی گئیں۔ (کتاب المعارف ۱/۹۲، ابن حزم ۱/۴۲) اور بنو مروان کے متعلق مشہور کیا گیا ہے کہ وہ دشمن اہل بیت تھے۔ بہرحال رشتوں کا جائزہ لیجیے۔

۶۔ سیدہ رملہ بنت علی مرتضیٰؓ: ام سعیدؓ کے بطن سے تھیں۔ مروان بن حکم کے بیٹے معاویہ کے عقد میں آئیں (جمہرۃ النسب ۱/۸۰، مقدم بنی ۱۴۰، ۱۴۱)

۷۔ سیدہ خدیجہ بنت علی مرتضیٰؓ: مشہور اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان سے بیاہی گئیں۔ یہ وہی مروان کے بیٹے عبدالملک ہیں جنہیں دشمن اہلبیت سمجھا اور ان کے والد مروان کو فاسق کہا جاتا ہے۔ گویا علی بن ابی طالبؓ کی دو بیٹیاں ایک فاسق کے

گھر بیاہ کر گئیں تھیں (البدایہ ۹/۶۹، تاریخ الامت ۴/۱۰۷)

۸ - سیدہ بنت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عامر کے عقد میں آئیں۔ ادر عبداللہ کے والد جمل و صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف آمادہ بجنگ ہو چکے تھے (جمہرۃ الانساب ۶۸/۱) حضرت علی کی یہ تینوں بیٹیاں صفین کے بعد امویوں سے بیاہی گئیں۔

کربلا کے بعد باہمی رشتے

۹ - نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ حسن مجتبیٰ کی حقیقی پوتی تھیں۔ مروان بن حکم کے حقیقی پوتے اور مشہور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عقد میں آئیں (ایضاً)

سیدہ نفیسہ چونکہ بنو امیہ کے ایک دبنگ خلیفہ سے بیاہی گئی تھیں اس لئے دشمنان بنو امیہ کو یہ رشتہ پسند نہ آیا اور انھوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔

"زید بن حسن بن علیؓ کی ایک بیٹی نفیسہ ولید بن عبدالملک کے پاس نکل کر چلی گئی تھی۔ اس سے ایک حمل بھی رہ گیا تھا (عمدۃ الطالب ۱/۴۴ مطبعہ جعفری پریس لکھنؤ) پناہ بخدا ایسی ہی گندی بات سیدہ ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ سے متعلق حضرت عمر فاروق کی شان میں بھی کہی گئی ہے۔

۱۰ - خدیجہ بنت حسین بن حسن مجتبیٰ۔ حسن مجتبیٰ کی دوسری پوتی ہیں۔ مروان بن حکم کے دوسرے پوتے اسماعیل بن عبدالملک سے منسوب ہوئیں۔ جن سے محمد اکبر، حسین، اسحاق اور مسلمہ ہوئے (جمہرۃ الانساب ۱/۱۰۰، مقدم بنی امیہ ۱/۱۴)

۱۱ - حمادہ بنت مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ۔ یہ بھی اسماعیل بن عبدالملک سے بیاہی گئیں۔ تین بیٹے محمد اصغر، ولید اور یزید ہوئے (ایضاً)

۱۲ ۔ سیدہ بنت مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ:۔ مروان بن حکم کے بیٹے معاویہ کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک بیٹا ولید ہوا (جمہرۃ الانساب ۱/۸۰ - ۱۰۰)

۱۳ ۔ ام قاسم بنت مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ:۔ عثمان غنیؓ کے پوتے مروان بن ابان کے عقد میں آئیں۔ ان سے ایک صاحبزادے محمد ہوئے (ایضاً)

۱۴ ۔ زینب بنت مثنیٰ بن حسن مجتبیٰؓ:۔ مشہور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے نکاح میں آئیں۔ (جمہرۃ الانساب ۱/۳۶)

حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے جناب مثنیٰ نے یکے بعد دیگرے اپنی پانچ صاحبزادیوں کی شادیاں بنو امیہ سے کیں۔ اگر واقعہ کربلا بنو ہاشم اور بنو امیہ کی آویزش یا رقابت کا نتیجہ ہوتا یا حسن مثنیٰ کے دل میں بنو امیہ کی طرف سے کوئی پرخاش ہوتی تو وہ اپنی بیٹیوں کا عقد بنو امیہ سے کبھی نہ کرتے۔ اور جناب مثنیٰ وہ ہیں جو کربلا سے زخمی ہو کر مدینہ لوٹے تھے۔

۱۵ ۔ سکینہ بنت حسین بن علی مرتضیٰؓ:۔ کربلا میں والد کے ساتھ تھیں اور اپنے عزیزوں کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس کے باوجود بنو امیہ سے ایک نہیں دو دو رشتۂ مناکحت کئے۔ پہلا نکاح مروان بن حکم کے پوتے اصبغ بن عبدالعزیز سے کیا۔ یہ اصبغ مصر کے گورنر اور یزید بن معاویہ کے داماد تھے۔ گویا سیدہ سکینہؓ نے ایسے گھر کی دلہن بننا پسند کیا جس گھر میں یزید کی بیٹی دلہن بن کر آچکی تھی (جمہرۃ الانساب ۱/۹۶)

سیدہ نے دوسرا نکاح حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے جناب زید بن عمرؓ سے کیا ان سے آپ کی اولاد ہوئی اور نسل بھی چلی (کتاب المعارف ۱/۱۲۰، طبقات ابن سعد ۸/۳۸۰)
تفصیلی حالات جاننے کے لئے سیرت سکینہ بنت حسین مولفہ طیب بیگم ملاحظہ کریں۔

۱۶ ۔ ربیعہ بنت سکینہ بنت حسین بن علی مرتضیٰؓ:۔ سیدہ سکینہ نے اموی خاندان میں

بنا نکاح تو کیا ہی تھا، اپنی بیٹی کا بھی کیونکہ مشہور اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پوتے عباس بن ولید آپ کے داماد تھے اور ربیعہ بنت سکینہؓ ان کی بیوی تھیں۔ (نسب قریش۔ ۵۹)

۱۷۔ فاطمہ بنت حسین بن علی مرتضیٰ: یہ سیدہ سکینہؓ کی بڑی بہن ہیں۔ یہ بھی کربلا میں تھیں۔ ان کا نکاح عثمان غنیؓ کے پوتے عبداللہ بن عمروؓ سے ہوا۔ ان سے محمد اصغر قاسم اور رقیہ کی ولادت ہوئی (مقاتل الطالبین ۲۰۰، نسب قریش ۵۹)

سیدہ فاطمہؓ کے بڑے صاحبزادے محمد نے بڑی عمر پائی۔ ان کو ایک ہاشمی اور عباسی خلیفہ نے صرف اس جرم میں قتل کر دیا کہ یہ فاطمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے

۱۸۔ لبابہ بنت عبداللہ بن محمد بن علی مرتضیٰؓ: یہ ابن الحنفیہؓ کی صاحبزادی ہیں۔ اور ابن الحنفیہؓ شیعوں کے ایک فرقہ کیسانیہ کے امام کہے جاتے ہیں انہوں نے اپنی بیٹی لبابہ کی شادی سعید بن عبداللہ بن عمرو اموی سے کی (نسب قریش ۸۶)

۱۹۔ نفیسہ بنت عبداللہ بن عباس بن علی مرتضیٰؓ: یزید بن معاویہ کے پوتے عبداللہ بن خالد سے بیاہی گئیں ان سے دو بیٹے علی اور عباس ہوئے (نسب قریش ۹۱، جمہرۃ الانساب ۱۰۳، دروس التاریخ ۲۵) سیدہ نفیسہ کے بیٹے علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید نے عہد حکومت عباسیہ میں علم بغاوت بلند کیا تو بڑے فخر کے ساتھ کہا ہم سردارِ صفین حضرت علی اور حضرت معاویہ کے بیٹے ہیں۔ ہم سے زیادہ کون مستحق خلافت ہو سکتا ہے (دروس التاریخ ۲۹/۱)

سیدہ نفیسہ کے دادا علی بن عبداللہ کے نانا جناب عباس شہید کربلا ہیں آپ حضرت حسین کے سوتیلے بھائی اور حسینی فوج کے علمبردار تھے۔

۲۰ - لبابہ بنت عبیداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب: حضرت معاویہؓ کے بھتیجے ولید بن عتبہ سے بیاہی گئیں (ایضاً سیرت عباس، ص ۵۵) یہ ولید عہد یزید میں مدینہ کے گورنر رہ چکے تھے۔

۲۱ - ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ: علی مرتضیٰؓ کے حقیقی بھائی جعفر طیارؓ کی پوتی اور فاطمہ زہراؓ کے حقیقی داماد عبداللہ بن جعفرؓ کی بیٹی ہیں۔ یزید بن معاویہ سے بیاہی گئیں (نسب قریش، ۸۲، جمہرۃ انساب، ۲۲۰، مودۃ القربیٰ ۱/۲۰، مقام بنی امیہ ۱/۱۶)

یزید کے حرم میں ام محمدؓ کی ایک سوکن ام مسکین بنت عاصم بھی تھیں۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کی پوتی تھیں۔ گویا یزید بن معاویہؓ کے عقد میں عاصم بن عمر فاروقؓ اور عبداللہ بن جعفر طیارؓ جیسے بزرگان امت کی بیٹیاں تھیں۔ جو آخر تک یزید کے عقد میں رہیں ان بیٹیوں نے اور نہ ان کے مقدس والدین نے یزید کو کبھی رنڈی بازی کرتے دیکھا اور نہ شراب ہی پیتے دیکھا بلکہ جب ابن حنظلہ نے یزید پر شراب نوشی کا الزام عاید کیا تو سیدہ ام محمد کے چچا اور حضرت علیؓ کے صاحبزادے ابن الحنفیہؓ نے اس کی سخت تردید کی (تفصیل دیکھنے کیلئے برہان اپریل ۱۹۵۶ء بحوالہ انساب الاشراف بلاذری ملاحظہ کریں)۔

۲۲ - ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر طیارؓ: [illegible] عبدالملک بن مروان [illegible] (نسب قریش، ۸۳، [illegible] ۲۷، جمہرۃ الانساب، ۶۶، تاریخ ملت [illegible]) ام محمد اور ام ابیہا سگی بہنیں ہیں۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعودؓ حضرت علیؓ کی زوجیت میں تھیں آپ کے انتقال کے بعد وہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے عقد میں آگئیں (نسب قریش [illegible])

۲۳ ۔ سیدہ بنت عبداللہ بن جعفر طیارؓ :۔ امیر معاویہ کے پوتے خالد بن یزید کے عقد میں تھیں ان کے متعلق خالد نے یہ شعر کہا تھا ۔

مطهرة بين النبي محمد   وبين الشهيد ذو الجناحين جعفر

وہ ایک ایسے پاک نسب کی ہیں کہ ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی ہیں اور دوسری طرف جعفر طیارؓ جیسے بلند مرتبہ شہید (انساب الاشراف ۴/۶۶)

۲۴ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر طیارؓ :۔ علی مرتضیٰؓ کی حقیقی نواسی، سیدہ زینب بنت فاطمۃؓ زہرا کی بیٹی اور جناب حسنؓ اور جناب حسینؓ کی بھانجی ہیں ۔ پہلے عثمان غنیؓ کے صاحبزادے ابانؓ کے عقد میں آئیں ۔ ان کے انتقال کے بعد مشہور اموی گورنر حجاج بن یوسف سے بیاہی گئیں (کتاب المعارف ۱/۱۲۲، جمہرۃ الانساب ۱/۱۴۰، نسب قریش ۱/۳۰) بھلا ان رشتوں کے دیکھنے کے بعد بھی یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ بنو ہاشم کو بنو امیہ سے یا بنو امیہ کو بنو ہاشم سے کسی قسم کی رنجش و رقابت رہی ہو گی ۔

۲۵ ۔ رملہ بنت محمد بن جعفر طیارؓ :۔ پہلا نکاح عبدالملک بن مروان کے پوتے سلیمان بن ہشام سے ہوا ۔ سلیمان کے انتقال کے بعد دوسرا عقد حضرت ابوسفیان کے پرپوتے ابوالقاسم بن ولید سے ہوا ۔ ابوالقاسم کی والدہ کا نام لبابہ تھا جو عبید اللہ بن عباس ہاشمی کی بیٹی تھیں ۔ اور عبید اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ بنو امیہ نے ان کے دو معصوم بچوں کو تہ تیغ کر دیا تھا ۔ گویا عبید اللہ نے ان کے عقد میں اپنی بیٹی اور نواسی دی ۔ جو ان کے بیٹوں کے قاتل تھے ۔ بہر حال ان کے رشتے اور باہمی تعلقات کو دیکھتے ہوئے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایت ہی سرے سے جھوٹی ہے یا قتل اتفاقیہ طور پر ہوا ہے

۲۶ ۔ ربیعہ بنت محمد بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ :۔ پہلے عبدالملک بن مروان کے پوتے

یزید بن ولید سے بیاہی گئیں پھر یزید کے انتقال کے بعد مروان بن حکم کے پوتے بکار بن عبدالملک کے عقد میں آئیں (کتاب المحبر : ۴۴۰)

تیرہ اموی اور ۲۶ ہاشمی کل ۳۹ رشتے ہیں جو بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ہوئے یہ رشتے امویوں، ہاشمیوں کی باہمی محبت و مودت کا ثبوت اور ان کے اتحاد و اتفاق کا نمونہ ہیں۔ لگے ہاتھوں اموی ہاشمی لڑکوں کے ناموں کی فہرست پر بھی ایک اچٹتی سی نظر ڈالتے چلیں اس سے بھی ان کے تعلقات پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔

اموی فرزندوں کے نام

★ قاسم بن عبداللہ، بن عمر، بن عثمان غنیؓ (کتاب المعارف ۱۲۱)

★ محمد اصغر بن عبداللہ، بن عمر، بن عثمان غنیؓ (ایضاً)

★ جعفر بن زید بن ابی سفیان بن حربؓ (معارف ۲۱۳)

★ قاسم بن ولید بن ابی سفیان بن حربؓ (مودۃ القربیٰ ۲۲)

★ محمد اصغر بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیانؓ (نسب قریش ۱۹۶)

★ ہاشم بن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان (ایضاً)

★ علی بن عبداللہ، بن خالد، بن یزید بن معاویہ (جمہرۃ الانساب ۱۰۳)

★ عباس بن عبداللہ " " " (ایضاً)

★ حسین بن اسماعیل " " " (جمہرۃ الانساب ۱۰۰)

★ اصغر بن اسماعیل " " " " " ")

★ عباس بن ولید " " " " ")

- ★ فاطمہ بنت عتبہ، بن شیبہ، بن ربیعہ، بن عبد شمس (طبقات ۸/۲۳۹)
- ★ فاطمہ بنت شیبہ 〃 〃 〃 (اصابہ ۸/۱۶۲)
- ★ صفیہ بنت معاویہ، بن ابی سفیان، بن حرب بن امیہ
- ★ ام کلثوم بنت عبد الملک بن مروان بن حکم بن عاص بن امیہ
- ★ فاطمہ بنت عبد الملک، بن مروان بن حکم بن عاص بن امیہ

ہاشمی فرزندوں کے نام

- ابو سفیان بن حارث، بن عبد المطلب، بن ہاشم (کتاب المعارف ۱/۷۱)
- عثمان بن علی، بن ابی طالب بن عبد المطلب (شہدائے کربلا ۳/۱۱۰)
- عثمان بن عقیلؓ 〃 〃 (کتاب المعارف ۱/۱۳۴)
- یزید بن عقیلؓ 〃 〃 (مہاجرین ۲/۲۵۳)
- یزید بن حسن، بن علیؓ بن ابی طالب (مودۃ القربیٰ ۱/۱۵)
- معاویہ بن عباسؓ بن علیؓ بن ابی طالب (ایضاً)
- یزید بن معاویہ، بن عباس، بن علی مرتضیٰؓ (روضۃ الصفا ۳/۸۰)
- معاویہ بن عبد اللہ، بن جعفر طیارؓ (جلاء العینین ۱۸۶/۰)
- یزید بن معاویہ، بن عبد اللہ بن جعفر طیارؓ (کتاب المعارف ۱/۱۲۷)
- عثمان بن علی، بن عبد اللہ بن عباسؓ بن عبد المطلب (طبقات ۵/۲۳۱)

مؤلف کی دوسری ایمان افروز کتابیں

گلیز پیپر، نفیس ٹائٹل
صفحات ۲۰۰

عمرو ابن العاصؓ
فاتح مصر

دوسرا اضافہ شدہ ایڈیشن
قیمت ۲/۵۰

صفِ اول کے بیدار مغز اور اولو العزم صحابی کی داستان حیات جنھیں حضور اکرم ؐ نے مومن کامل کے لقب سے نوازا۔ جن کی بابت چند آراء درج ذیل ہیں۔

★ یہ قابل اعتماد کتاب ہے (معارف اعظم گڈھ)، ★ حالات تلاش و جستجو کے بعد مرتب کیے گئے ہیں (ترجمان القرآن لاہور) ★ کتاب دینی لٹریچر میں قابل قدر اضافہ ہے (تجلی دیوبند) ★ مؤلف کو اس سلسلے میں بڑی تحقیق اور چھان بین کرنی پڑی ہے (ماہنامہ دار العلوم دیوبند) ★ مؤلف نے ایک قابل مطالعہ کتاب پیش کی ہے (ایشیا لاہور) ★ کتاب کو افراط و تفریط سے بچا کر لکھا گیا ہے (الجمعیۃ دہلی) ★ ہم ہر ایک سے اس کے پڑھنے کی سفارش کرتے ہیں (میثاق لاہور) ★ اللہ تعالیٰ مؤلف کے اخلاص و بصیرت میں برکت دے اور وہ اسی راہ پر چند قدم اٹھائیں (دعوت دہلی)

گلیز پیپر حسین سرورق
صفحات ...

معاویہ بن ابی سفیانؓ
مشہور صحابیؓ

دوسرا شاندار ایڈیشن
قسم اول ۱/۵۰

جلیل القدر صحابی۔ عظیم المرتبت فرمانروا کے حالات و کمالات پر ایک علمی اور تحقیقی کتاب آپ کو قابل اطمینان نتائج تک پہونچائیگا۔

چند آراء یہ ★ مؤلف نے غیر جانبداری کے ساتھ ان کی سوانح کو مرتب کیا ہے (الجمعیۃ دہلی)

★ کتاب قابل تعریف بھی ہے اور لائق ستائش بھی (تجلی دیوبند) ★ جو لوگ بنو امیہ کے معائب ہی سننے کے عادی ہیں ان کے لئے خاص طور پر قابل مطالعہ (صدق جدید لکھنؤ)
★ ہم ناظرین سے کتاب کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں (دارالعلوم دیوبند)
★ امیر معاویہؓ کی سیرت کے بعض پہلو بہت نازک ہیں، مصنف نے افراط و تفریط سے بچکر ان کو خوبی سے نباہا ہے (معارف اعظم گڈھ) ★ کتاب بہت ضخیم کتابوں پر بھاری ہے (طبی ڈائجسٹ حیدرآباد سندھ)

عائشہ صدیقہؓ

رسول اکرمؐ کی چہیتی بیوی، مسلمانوں کی مقدس ماں، صدیقہ طاہرہ کی حیات طیبہ، جو سیرت و کردار کے لحاظ سے نسائیت کی مثالی پیکر اور خواتین کیلئے ایک قابل عمل نمونہ ہیں نہایت سلیس اور دلگداز انداز میں۔ دوسرا اضافہ شدہ ایڈیشن ایک روپیہ۔

تاجدار مدینہ کی شہزادیاں

اہلبیت کے نام نہاد مدعیوں کے مسلسل پروپگنڈے کا اثر یہ ہے کہ اکثر اہلسنت بھی بس فاطمہ زہراؓ کے نام نامی سے باخبر ہیں اور رسول اکرمؐ کی دوسری صاحبزادیوں سے ان کی عقیدتوں کا کوئی پیوند نہیں۔ یہ کتاب اس مجرمانہ لاپروائی کے ازالہ کی ایک عمدہ کوشش ہے، جو تحقیقی مواد پر مشتمل اور مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی تقریظ سے مزین ہے۔ تیسرا اضافہ شدہ ایڈیشن ایک روپیہ۔

مکتبہ اسلامی ادب — للہ پورہ رفاطمان، دارالنسی